

جلد حقوق محفوظہ ہیں

# وقایع و سیر

جس میں ملکات لشکرانہ کے خاندان کاکتیک کی قدیم راہروانی و سیر کے  
موجودہ حالات نہ آثار قدیمہ کی زبان سے تاریخ پر آیتا۔

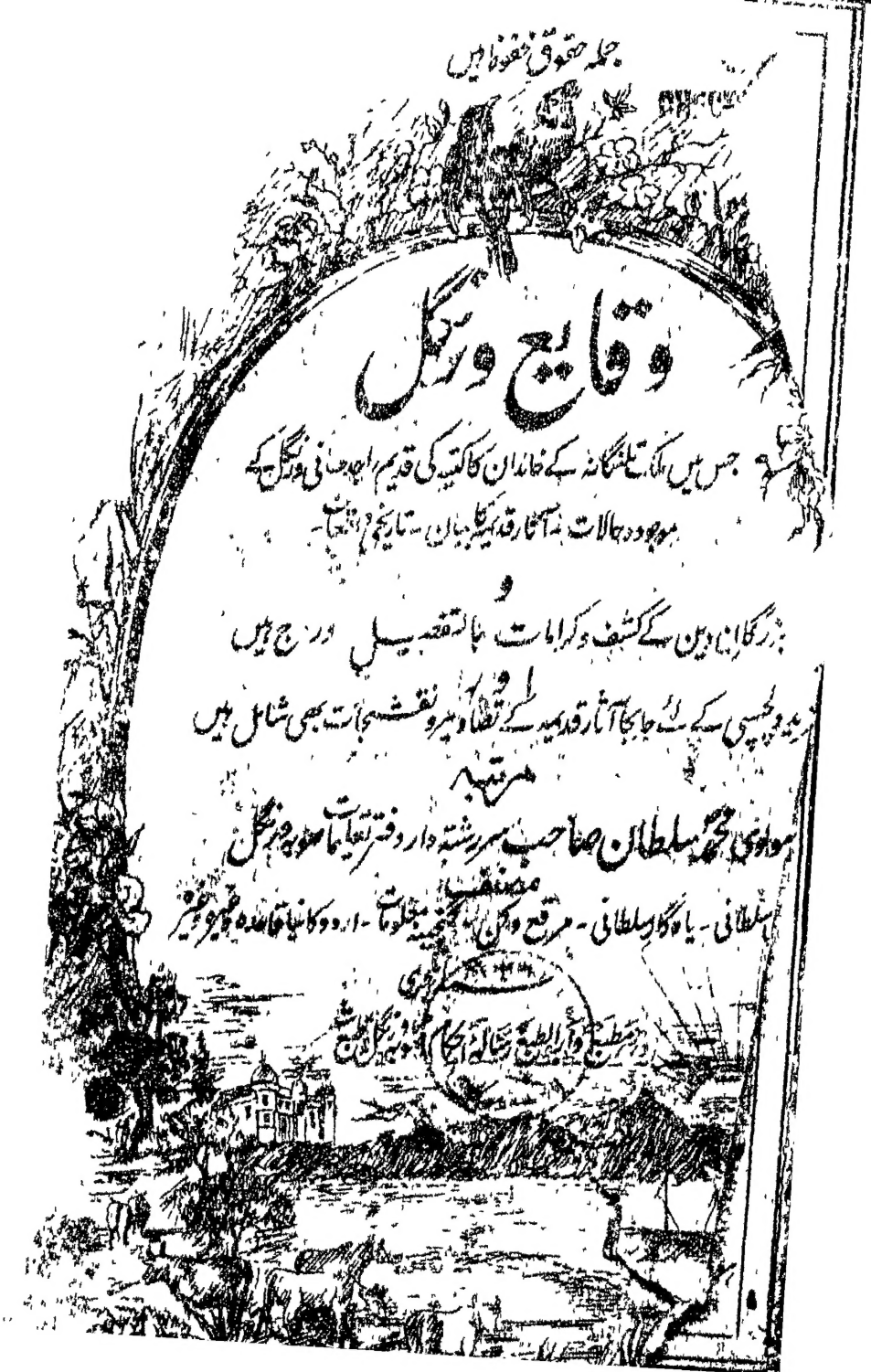
بزرگان دین کے کشف و کرامات ہاں تقبیل و راج ہیں  
زیر وچس کے لے جا کا آثار قدیمہ کے تھاویہ و نقشہ جات بھی شامل ہیں

مرتبہ

مولوی محمد سلطان صاحب سررشتہ دار دفتر تعالیٰ مکتبہ و سیر  
سلطانی - یادگار سلطانی - مرقع و سیر - مکتبہ مکتبہ - اردو کانیات قاعدہ و سیر

مکتبہ مکتبہ

مکتبہ مکتبہ



# فہرست مضامین و قایع و رنگ

| صفحہ | مضمون                           | صفحہ | مضمون                         |
|------|---------------------------------|------|-------------------------------|
| ۱    | التماس صداقتا حاس               | ۳۴   | گنتی دیہ راج                  |
| ۲    | باب اول - ورنگل کے موجودہ حالات | ۳۶   | رودرد دیو سی                  |
| ۳    | شہر ورنگل                       | ۳۸   | پر تاب رودر ثانی              |
| ۴    | غنائش طبعی وغیرہ                | ۳۹   | مسلمانوں کی یویش اور تہا      |
| ۵    | آب و ہوا                        | ۴۲   | کرشنا راج                     |
| ۶    | اقطاع آبادی                     | ۴۶   | خاتمہ قدیم راج ورنگل اور      |
| ۷    | بازارات                         | ۴۶   | اسلامی مصلحتوں کا بیان        |
| ۸    | صنعت و حرفت                     | ۵۰   | باب سوم                       |
| ۹    | مدارس                           | ۵۰   | ورنگل کے بزرگان دین و حالات   |
| ۱۰   | آثار قدیمہ                      | ۵۱   | تذکرہ حضرت سید شاہ جلال الدین |
| ۱۱   | ہزار کرم کا دیول                | ۵۲   | جمال الحشر شوق ربانی فی نفسہ  |
| ۱۲   | خلاصہ مضمون کتبہ ہزار ستون      | ۵۳   | تذکرہ حضرت شاہ عین الدین      |
| ۱۳   | قلعہ ورنگل                      | ۵۴   | تذکرہ حضرت شاہ عبد القیادی    |
| ۱۴   | جدید عمارات                     | ۵۵   | تذکرہ حضرت سید شاہ            |
| ۱۵   | اعراس                           | ۵۶   | حسن عباد القادر قادری قدس سرہ |
| ۱۶   | ہاترا                           | ۵۷   | تذکرہ حضرت سید شاہ            |
| ۱۷   | باب چہارم                       | ۵۸   | افضل بیابانی قدس سرہ          |
| ۱۸   | ورنگل کے تاریخی حالات           | ۵۹   | تذکرہ حضرت عبد الباقی شاہ     |
| ۱۹   | اسلامی اربابان ورنگل            | ۶۰   | تذکرہ حضرت قاسم شہید اور      |
| ۲۰   | درب و سبب حکومت                 | ۶۱   | آب کے بھائیوں کا              |

فہرست

نقشہ جات و

قالین بافی

نقشہ مندر ہزار ستون

نقشہ مندر ہزار ستون

نقشہ مندر ہزار ستون

نقشہ مندر ہزار ستون

نقشہ مندر ہزار ستون

نقشہ مندر ہزار ستون

نقشہ مندر ہزار ستون

نقشہ مندر ہزار ستون

نقشہ مندر ہزار ستون

نقشہ مندر ہزار ستون

نقشہ مندر ہزار ستون

نقشہ مندر ہزار ستون



### المنار

از نقش و نگار و دیوار شکستہ

آثار پدید است صنایع عجم را

منشا اس تبید اور مقصود اس عنوان سے یہ ہے کہ یوں تو آج کل ہندوستان یا وہ کن کے بہت سے تواریخ مختلف وضع قطع کے طبع ہو کر دستیاب ہو رہے ہیں مگر خاص خاص مقامات کے حالات تحریر کر کے شائع کرنے کی طرف لوگوں نے بہت کم توجہ کی ہے۔ چونکہ کسی مشہور مقام میں جانے کے بعد باوی النظر میں وہاں کے آثار قدیمہ کو دیکھ کر ان کے حالات و نیز ان کے بانیوں کے قابل عبرت واقعات معلوم کرنے کی طرف ہر کسی کی طبیعت مائل ہوتی ہے اور ان کی ہم واقفیت ہے جس قدر رنج و ملال گذرتا ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے اسلئے ایسے مقامی حالات کو جہاں تک محنت کے ساتھ دستیاب ہو سکیں قلمبند و شایع کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

گلبہرہ بلکہ اوس میں ایک ایسا مقام ہے جس کو سب سے پہلے اسلامی سلطنت کا دارا خلافت ہونے کا فخر حاصل ہے۔ جب کہ میر قیام بہ سلسلہ ملازمت وہاں ہوا تو میں نے بڑی محنت و جگر کاوی سے

گلبرگہ کے تاریخی واقعات کے علاوہ وہاں کے بزرگان دین کے مفصل حالات فراہم کر کے بنام  
ارمغان سلطانی المشرق سیر گلبرگہ طبع کرایا۔ یہ کتاب بفضلہ تعالیٰ ایسی مقبول خاص  
و عام ہوئی کہ جسکو خود ہمارے ولی نہی اعلیٰ حضرت قدس قدرت بندگان تعالیٰ تعالیٰ مدظلہ العالی حضور نظام  
خدا اللہ ملکہ و سلطنتہ نے اس حق کے پیش کرنے پر دست مبارک سے لیکر شرف قبولیت عطا  
فرمایا۔ اس سے ایک گونہ تالیف و تصنیف کا شوق میرے دل میں پیدا ہوا۔ بھجوائی ہے

”سمند شوق کو اک اور تازیانہ ہوا“

بناءً علیہ ایک مختصر جغرافیہ ملک دکن سرکار عالی تیار کر کے طبع کرایا گیا جس کو درمیں نے سید پند  
کیا اور مدارس میں نمونہ ہی پڑھایا جانے لگا۔ اس کے بعد ارو و کانیہ قاعدہ طبع کرایا گیا۔  
یہ بھی ایسا مقبول عام ہوا کہ بہت سے مشہور اخبارات اور مستند اصحاب نے اس کے نسبت عمدہ رائے  
دی اور اس کی ہزار ہا کاپیاں دکن ہی میں نہیں بلکہ ہندوستان۔ سیلون و مالاک غیر مثل آفریقہ وغیرہ  
میں بھی فروخت ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ من بعد مرقع دکن یعنی مختصر تاریخ دکن با تصویر طبع کرائی  
گئی۔ اس کو گورنمنٹ نے پسند فرما کر بھٹائے انعام اس مؤلف بچہاں کی قدر افزائی فرمائی۔ اس کے  
بعد میرا تبدل گلبرگہ سے بید پر ہوا تو بوجہ اس کے کہ بید بھی گلبرگہ کے بعد سلاطین ہند کا اور ان  
کے زوال کے بعد سلاطین بریدیہ کا پایہ تخت رہا ہے اور بہت سے آثار قدیمہ ہنوز وہاں موجود ہیں۔  
اس لئے وہاں کے بھی تاریخی واقعات اور بزرگان دین کے حالات فراہم کر کے متعدد ادبی و نقشبات  
وغیرہ بنام یادگار سلطانی المشرق آئینہ سیر طبع اور شائع کرایا۔ اس کتاب کو بوجہ مقامی  
تاریخ ہونے کے سرکاری دفاتر ضلع کے لئے خریدنے کی کارروائی عمل میں آئی ہے۔ اس کتابیں  
اور بھی مکتب مثل ارو و سکشن۔ مخفیہ معلومات وغیرہ وغیرہ طبع اور شائع ہوئے۔  
بالآخر اب میرا تبدل و رنگل پہنچا۔ چونکہ و رنگل بھی کسی زمانہ میں بڑے بڑے گردن فرزند اولوالعزم  
راجاؤں کا دارالخلافہ رہا ہے جن کی حکومت۔ شوکت۔ شجاعت و تہور کی چار دانگ عالم میں دیکھی  
اور مسلمانوں نے بڑی مشکلوں سے اس قلعہ کو فتح کیا تھا اسلئے یہاں کے مقامی حالات بھی



نرا ہم کر کے شایع کرنے کا قصد ہوا۔ مگر شکل یہ ہوئی کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے جیسے کہ چاہئے تفصیلی حالات یہاں کے دستیاب نہ ہو سکے تاہم محققہ رفرہم ہوئے انہیں عالیجناب رائے مرلیہ صدر ہیا صوبہ دار صوبہ ورنگل نے بعد ملاحظہ پند فرمایا۔ اور نیز دوستوں نے بھی اس کتاب کو جلد طبع کرنے کا تقاضہ کیا۔ لہذا اس کو زیادہ دلچسپ بنانے کی غرض سے بعض تصاویر و اقتبالات عمارات، مقامی کے ساتھ طبع کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین اس کے ملاحظہ سے ضرور محفوظ ہو جائیں گے۔ اور مولف، احقر کے حق میں دمائے خیر فرمائیں گے۔

زنانک من بندہ گنہگار م

ہر خواندہ و مطلع دارم

خاکسار  
محمد سلطان

ہنگامہ  
مردوم ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ



# باب اول

## وزنگل کے موجودہ حالات

**شہر وزنگل** وزنگل جو قدیم زمانہ میں ملک تلنگانہ کا دار الحکومت اور بڑے بڑے ذنی جبروت و اولوالعزم راجاؤں کا راجد بانی تھا۔ بلکہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے ۸۶ میل کے فاصلہ پر اس کے شمال و مشرقی گوشہ میں اسٹیشن وزنگل سے سو میل کے فاصلہ پر بجانب شرق واقع ہے۔ اسکا عرض البلد شمالی ۱۷ درجہ ۵۸ دقیقہ اور طول البلد شرقی ۷۹ درجہ ۳۰ دقیقہ ہے۔ اس کی آبادی مغرب میں صوبہ داری سے شروع ہو کر قلعہ وزنگل پر ختم ہوتی ہے۔ اس آبادی میں حسب ذیل مواضع شریک ہیں جو اس کے محلے سمجھے جاتے ہیں:۔ ہنگنڈہ۔ لشکر سنگارم۔ کھارپلی۔ مٹھوڑہ۔ رامنا پیٹھ۔ گرجا پیٹھ عرس۔ کریم آباد۔ رنگشائی پیٹھ۔ وزنگل۔ یہ تمام محلہ جات چھ میل کے اندر واقع ہیں اور ان کی مجموعی تعداد مردم شماری تقریباً پینتیس ہزار ہے۔ منجملہ ان مواضع کے کریم آباد۔ عرس و وزنگل جاگیریں ہیں۔ اسی وجہ سے محکمہ جات صوبہ داری و ضلع وغیرہ کا مستقر بجائے وزنگل کے ہنگنڈہ قرار پایا ہے۔

**نمائش طبی و غیرہ** زمین یہاں کی عموماً کالا چلکا یا ریگڑ اور کہیں کہیں سرخی مائل ریتی بھی ہے۔ پہاڑ متعدد ہیں مگر بے درخت۔ نواح وزنگل میں کوئی ندی نہیں ہے۔ متعدد تالاب اور کنوے موجود ہیں۔ چنانچہ بالاسمدم۔ بھدری تالاب۔ ست سمدم۔ وڈلی چرو۔ کوٹا چرو۔ کوئل کنڈہ۔ چنٹل چرو۔ یلما چرو۔ سوڑ چرو۔ گوپال پور چرو۔ بھم چرو وغیرہ مشہور ہیں۔ ان کا پانی زراعت کے کام میں لیا جاتا ہے۔ یہاں کی پیداوار دھان۔ بھارہ۔ مکائی۔ سداں۔ تلی وغیرہ ہے۔ سداں و مکائی جمونا رعایا کی غذا ہے۔ آبادی میں کنویں بکثرت ہیں جن کا پانی نکلیں ہے۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں۔ جن کا پانی شیریں اور خفیف الذہان ہے۔ اور وہی مشروب عوام ہے۔

**آب و ہوا** آب و ہوا یہاں کی معتدل اور عمدہ سمجھی جاتی ہے۔ ایام بارش میں اساک بارل کی زیادہ شکایت نہیں ہوتی۔ بارش کا اوسط ۳۳ انچ ہے۔ موسم گرما میں بمقابلہ حیدرآباد کے گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ مگر شب میں عموماً ٹھنڈی ہوا مشروح ہو کر اوس گرمی کی کسیدہ تلافی کر دیتی ہے۔ سفیاس حرارت گرمیوں میں ۴۰ ڈگری تک چڑھ جاتا ہے اور جاڑوں میں ۴۴ ڈگری تک اتر جاتا ہے۔

**اقلع آبادی** سب سے بڑی آبادی ہنگنڈہ کی ہے جہاں سرکاری دفاتر صوبہ و ضلع و تعلقہ واقع ہیں۔ ہنگنڈہ کی آبادی ایک دامن کوہ میں واقع ہے۔ اس پہاڑ پر مشہور ہے کہ قدیم زمانہ میں ہنومان راکر تھے۔ چنانچہ اس قصبہ کا نام ابتدا میں ہنمت گرمی (ہنمت یعنی ہنومان اور گرمی یعنی پہاڑ) تھا جس کو اہل لنگھن انم کٹڈہ (انم یعنی ہنومان و کٹڈہ یعنی پہاڑ) کہتے تھے جو کثرت ہمت حال سے ہنگنڈہ ہو گیا ہے۔ ہماہ سرکاری دفاتر و ڈاک خانہ پولکٹسٹو پیٹھ خانہ عین آبادی ہنگنڈہ یا لشکر میں اور نکجیات صوبہ واری۔ صدر عدالت۔ بندوبست و تعلیمات محلہ صوبہ واری میں قائم ہیں۔ یہ محلہ خاص آبادی ہنگنڈہ سے دو میل کے فاصلہ پر بجانب مغرب واقع ہے۔ صدر محبس ونگل بجانب شرق ایک میل کے فاصلہ پر مٹھواڑہ اور ہنگنڈہ کے وسط میں بمقام رنگم پیٹھ تعمیر کیا گیا ہے۔ خاص مٹھواڑہ کی آبادی بمقابلہ ہنگنڈہ کے اڑھائی گھنٹے مسافت پر شکاری گوم ہے۔ مگر مٹھواڑہ چونکہ ایک تجارتی مقام ہے اسلئے یہاں خوب چھل چل رہی ہے۔ اور آبادی میں بھی یہاں کے دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ اکثر بیوپاریوں نے حرف تجارت کے لئے دور دورا مقامات سے مع اپنے قبائل کے آکر یہیں سکونت اختیار کر لی ہے۔ اور مزدور پیشہ بھی بکثرت جمع ہو گئے ہیں۔ یہاں بھی ایک سرکاری ڈاک خانہ موجود ہے۔ آبادی سے ملا ہواریلوے اسٹیشن ونگل واقع ہے۔ جس کے متصل مہتمم کر ڈگری کامکان اور کچہری اور اس کے آگے آبادی سے باہر بہت دور تک متعدد گرنیاں روٹی۔ چاول اور تیل اکالنے کی بنی ہوئی ہیں۔ بستی کے باہر چڑے کے کارخانے موجود ہیں۔ جہاں چڑے کی دباغت ہوتی ہے اور جوتیاں وغیرہ بھی تیار ہوتی ہیں۔ موضع ونگل اندرون فیصل قلعہ آباد ہے۔ یہ موضع فرزند ان خواجہ کریم الدین خاں کی جاگیر ہے جو قایم جنگ بہادر کے خطاب سے مخاطب تھے۔ عرس یعنی قاضی پورہ جاگیر ہے جس کو سلاطین قطب شاہیہ نے اخراجات حضرت سید شاہ جلال الدین جمال البحر مشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ

کے لئے وقف کیا تھا اب عزت کی اولاد۔۔۔ سید علی یاور صاحب جادہ درگاہ اس پر قابض و متصرف ہیں۔  
 اور وہ ضلع کریم آباد حضرت ہی کی اولاد سے سید احمد صاحب قادری کی جاگیر ہے۔ رامنا پٹھ و گرامی پیچھے کی آباد کیا  
 مٹھو اٹھ سے اور کھارپلی و شکر سنگھ مار کی آبادی ہنگنڈہ سے ملتی ہے۔ لشکر سنگھ مار میں ۲۵۰۰۰ فصلی  
 سے ۲۹۶۰ فصلی تک گنجانے کی فوج رکھتی تھی۔ مگر اب یہ چھاؤنی برخاست ہو چکی ہے۔ رنگش پٹی  
 ایک بڑی آبادی ہے جس میں زراعت و تجارت پیشہ لوگ زیادہ ہیں۔

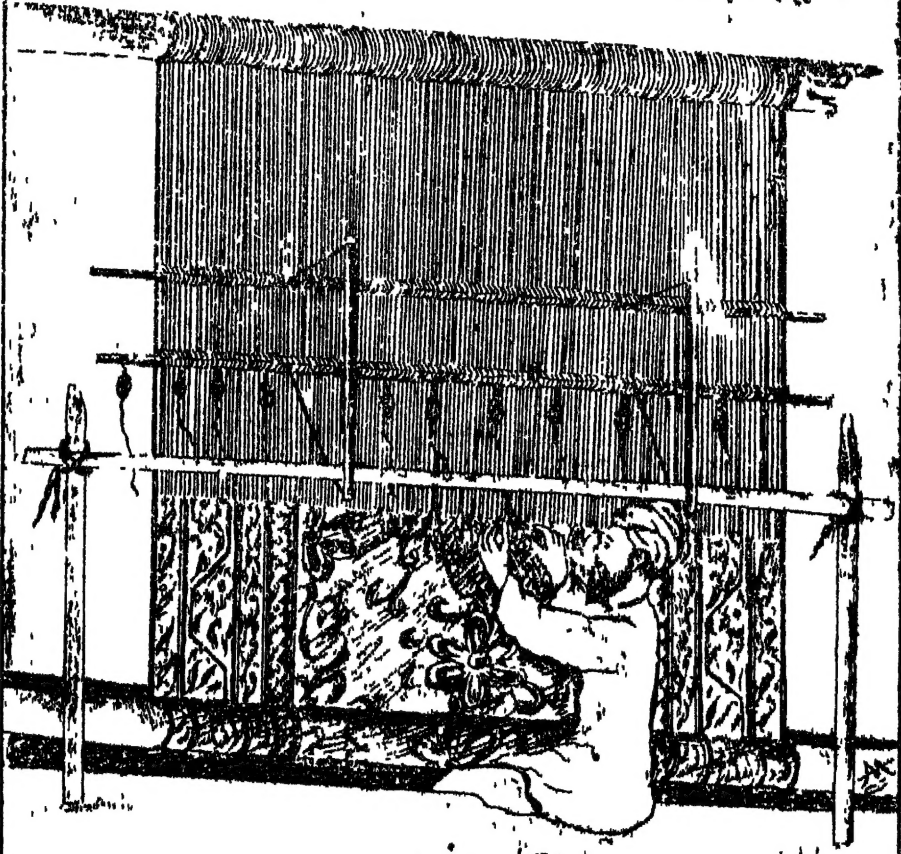
**بازار است** ہنگنڈہ کو مستقر صوبہ ہے مگر یہاں کوئی بازار قابل ذکر نہیں۔ معمولی خرید و فروخت ہوتی ہے۔  
 الدبہ مشوارہ ایک مشہور تجارت گاہ قدیم زمانہ راجپوتانہ و رنگل سے چلا آتا ہے۔ چنانچہ اوں زمانہ بھی مرکز  
 تجارت تھا اور اب بھی اس بازار میں تجارت بہت بڑی ہوئی ہے۔ اکثر بیوپاری غلہ۔ قالین۔  
 پارچہ وغیرہ خریدنے کے لئے دور دروست آتے ہیں۔ اضلاع و رنگل و کریم نگر کا جس قدر غلہ قابل فروخت  
 ہوتا ہے وہ یہیں آکر فروخت ہوتا ہے۔ یہاں کے تجارت پیشہ اس نیکہ کو خرید کر اسٹیشن و رنگل سے  
 دوسرے مقامات پر روانہ کر دیتے ہیں۔ روزانہ خرید و فروخت بیس پچیس ہزار روپیہ تک ہوتی ہے۔ اس  
 بازار کے دو حصے ہیں۔ ایک قدیم اور ایک جدید۔ جدید بازار ۳۰۵۰ فصلی میں بنانہ صوبہ داری نواب  
 انتہاء رنگ و قمار ملک بہادر تعمیر ہوا ہے جو انتہاء رنگ کے نام سے مشہور ہے۔ اس ایجاد کے بانی  
 مہاشی نواب فرامرز جنگ بہادر اول تعلق دار وقت تھے۔ انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اس بازار  
 کے امکان بہت ہی سلیقہ کے ساتھ ایک ہی وضع اور قطع کے جن کے سامنے برآمدے بنے ہوئے ہیں۔  
 تعمیر پائے ہیں۔ یہ تعمیر یہاں کے متول ماہو کاروں نے اپنے ذاتی سرمایہ سے کی ہے۔ ان دوکانوں  
 کے بیچ میں بڑی عرض کی پختہ سڑک ریلوے اسٹیشن و رنگل تک بنی ہوئی ہے۔

یہاں کامرو جہیر ۸۰ تولہ یا ۸۴ روپیہ وزن کا ہے۔ غلہ اکثر اب سے خرید و فروخت  
 ہوتا ہے۔ جو اب یہاں متعل ہیں ان کے نام مولگہ۔ اڈا۔ کچہ۔ ارہہ ہیں۔ ان کی وزنی تعداد اس  
 طرح ہے۔ مولگہ پختہ ۱۰۰ اڈا ۱۰۰ کچہ ۱۰۰ ارہہ ۲۸ تار۔ گویہاں پانچلی کا ماپ  
 راج نہیں۔ مگر ماپ کے وقت ۳ مولگہ یا ۳۰ پیر کو پانچلی کہتے ہیں۔ ۳۰ پانچلی یا چودہ پیر کا

نچہ ہوتا ہے۔ کم کچہ یا ۵۶ سیر کا۔ اور ۲۰ من یا ۱۱۲ سیر کی ایک کھنڈی ہوتی ہے۔ روغن اور نمک وغیرہ اجناس ہمیشہ وزن سے فروخت ہوتے ہیں۔ ان چیزوں کے وزن کا من ۱۲ سیر کا ہوتا ہے۔ دیرہ سیر کی ٹکڑی اور ۸ ٹکڑی کا ایک من ہوتا ہے۔ ال یہاں منوں کے حساب سے فروخت ہوتا ہے۔ استیاء درآمدہ میں نمک۔ سفید شکر۔ تاڑگا گڑ۔ کھوپڑ۔ کھجور۔ بادام۔ لونگ۔ الہچی۔ افیون۔ گرم مصالح چاندی۔ سونا۔ تانبا۔ پیتل۔ پارچہ دلائی وغیرہ۔ اور اشیاہ درآمدہ میں چاول۔ جوار۔ گہوں۔ مونگ۔ کپاس۔ تلی۔ ارڈمی۔ مٹباکو۔ شلرخیان۔ قالین۔ دیسی پارچہ وغیرہ۔ جو اقوام تجارت میں ملوٹا مصروف ہیں وہ کوشی۔ مارواڑی۔ میمن اور سببے ہیں۔ یہ لوگ تجارت کے علاوہ ساہوکار بھی کرتے ہیں۔ چونکہ مارواڑی یہاں بہت کم ہیں اسلئے ساہوکار اور جملہ بیہار اکثر کوٹیوں کی ہاتھوں میں ہے۔

**صنعت و حرفت** ہنگنڈہ میں خوشنار و مال اور موسمی کے تھان اور اقسام کے سوتی و ریشمی موٹی و باریک ساڑیاں۔ کرتے۔ قمیص اور شرانیوں کے لاتی پارچہ کے تھان تیار ہوتے ہیں جو عموماً حمید آباد و دیگر مقامات کو بھیجے جاتے ہیں۔ رد مال کے تھان کو طاقہ کہتے ہیں جو طول میں بارہ گز اور قیمت میں چھ روپیہ کا ہوتا ہے۔ تھنا دس ہزار روپیہ کا پارچہ سالانہ یہاں تیار ہوتا ہے۔ ہنگنڈہ میں مختلف قسم کے فولادی ہتیار مثل تلوار۔ جینیہ۔ چھری وغیرہ ہاتھی دانت و دیگر قبضوں کے بنتے ہیں۔ ان کے بنانیوالے ملوٹا وہی مسلمان ہیں جو خاص اون ایرانیوں کی اولاد سمجھے جاتے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی چڑھائی کے زمانہ میں آکر یہیں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ ان آلات کی تیاری میں گنگڑی فولاد کے مقابلہ میں دیسی فولاد زیادہ کام میں لایا جاتا ہے جس کا معدن موضع گنہ سدرم پٹی بیسکل تعلقہ آرنور ضلع نظام آباد میں ہے۔

تصہ مشہور ہے۔ کہ یہ آباد اور قلعہ و رنگل میں قالین بافی کے بڑے بڑے کارخانے موجود ہیں جنہیں اونی۔ سوتی اور ریشمی ہر قسم کے قالین تیار ہوتے ہیں۔ قالین بافی بھی ملوٹا مسلمان ہیں۔ جو مثل ہنگنڈہ کے ہتیار ساز کے ایرانی النسل کہلاتے ہیں۔ اوسط درجہ کا قالین کم سے کم پانچ روپیہ اور اعلیٰ درجہ کا ہزار روپیہ تک تیار ہوتا ہے۔ ۲۹۸ فصل میں تقریباً چھ ہزار روپیہ کے قالین



(قالین بانی)

ولایت بھیجے گئے تھے جہاں ان کی بڑی قدر ہوئی۔ مگر بعد میں جب کہ رنگ ناپا مدار دینے لگے تو ان کی مانگ کم ہو گئی جس کی وجہ سے ان لوگوں کا بہت بڑا نقصان ہوا۔ اوسوقت سے پھر رنگ پختہ دیا جا رہا ہے۔ اور لاکھوں روپیہ کے۔ ریشمی۔ سوتی۔ اونی قالین یہاں سے بلکہ حیدرآباد و دیگر مقامات و ممالک غیر کو بھیجے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ شاخ صنعت و حرفت زیادہ ترقی پذیر ہے۔ قالین بانی کے علاوہ خالص ریشمی پارچہ شل پامبر۔ ساڑی۔ چولی وغیرہ کے تیار ہوتا ہے۔ پامبر کی قیمت پندرہ روپیہ سے چالیس روپیہ تک ہوتی ہے۔ اس میں گونا گوبھٹی سے آگیا ہوا ریشم لگایا جاتا ہے۔ جس کو یہاں کے باشندے خود دھو کر اکثر نیلا یا زرد یا سیاہ رنگتے ہیں۔



یہ ریشمی مال گو مضبوط ہوتا ہے مگر سدا رہیں صفائی نہیں ہوتی جس قدر زمیں - پوند و پشن (تعلقہ ضلع اوچنگ آباد) کے مال میں ہوتی ہے اسلئے اس میں بہت کچھ اصلاح کی ضرورت ہے۔ یہ مال سالانہ بیس بائیس بار روپیہ کا تیار ہوتا ہے اور ٹونا و رنگل اور اس کے اطراف کے تعلقات ہی میں فروخت ہو جاتا ہے۔ یہاں چھوٹے چھوٹے ریشمی تھان اور رومال بھی تیار ہوتے ہیں جن کو اکثر یہیں کی مشمول رعایا اور عہدہ دار خرید لیتے ہیں۔ ریشمی تھان سات گز کا ہوتا ہے اور اس کی قیمت بیس روپیہ تک ہوتی ہے۔

موضع حسن پر تلی تعلقہ و رنگل قصبہ ہنگنہ سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں شر کے تھان تیار ہوتے ہیں۔ ان کا کپڑا صاف - خوش قماش اور پائدار ہوتا ہے۔ ایک تھان کی قیمت زیادہ سے زیادہ دس روپیہ ہوتی ہے۔ ایک تھان میں دو شر و انیاں تیار ہو سکتی ہیں۔ یہ شر اون کیڑوں سے پیدا ہوتا ہے جو اکھال کے جنگل اور اس سے ملحقہ تعلقات ضلع کریم نگر میں پرورش پاتے ہیں۔ موسم گرما میں یہ کیڑا سیری کے درخت پر نظر آتا ہے اس کو کو یا واڑ قوم کے لوگ جو مذہب ہندو ہوتے ہیں۔ بیچا لیتے ہیں۔ ان کے نرم و مادہ کی شناخت اسی قوم کو ہے۔ یہ لوگ ان کیڑوں کو لاکر نرم و مادہ میں اختلاط کراتے ہیں۔ اس سے دو ڈھائی سوانڈے پیدا ہوتے ہیں۔ ان انڈوں کی حفاظت کیجاتی ہے۔ ہندو دن کے بعد ان انڈوں سے کرک پیدا ہوتی ہے۔ ان کی غذا کے لئے پدا ہر سسی اور نلامدی کا پتہ سقر ہے۔ جب یہ کرک کس قدر بڑھ جاتی ہے تو ان کو نلامدی کی شاخوں پر بٹھا دیتے ہیں۔ یہ کیڑے اسی جگہ رہ کر اپنا مسکن لینے بڑے بناتے ہیں۔ جن سے شر نکلتا ہے۔ جو بے جب کار آمد ہو جاتا ہے اس کو کو یا واڑ ان بڑوں کو بحساب فی روپیہ ڈھائی سو بڑے ویانڈلہ واڑ قوم کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں۔ یہ لوگ مذہب پنج قوم کے ہندو ہوتے ہیں جو ان بڑوں کو خرید کر ایک طرف میں ڈالتے ہیں اور اس میں پانی بھر کر رکھ اور گھنٹوں کا لکڑی جوش دیتے ہیں۔ اس عمل سے ان بڑوں میں منہ پیدا ہو کر مار نکلتے لگتے ہیں۔ یہ لوگ اس قدیم طریقہ کے سوائے دوسری ترکیب اختیار کرنا نہ جانتے ہیں۔ ورنہ ممکن تھا کہ زمانہ موجودہ کے کثیر المنفعت و سہل طریقوں سے تجارت کو فروغ ہونے کے علاوہ ان کی مالی حالت بھی درست ہو جاتی۔ ویانڈلہ واڑ ان بڑوں کو پٹو گیروں کے ہاتھ فروخت کر لیتے ہیں جو وہاں میں ان کی خریدی



کے لئے جایا کرتے ہیں۔ چوکی گریہ بڑے چھوٹے بچوں کے حساب سے۔۔۔ عورتوں کو اس لئے صاف سے شام  
اٹالتے ہیں۔ ساتھ کپڑوں میں ڈھانی تولیہ لینے فی روپیہ سا تولیہ بشیم نکلتا۔۔۔ بڑی بیوی کے ریتسم۔۔۔ اور  
مقابلہ میں قریب دوپہر کے ہوتا ہے۔ اس کو مختلف رنگ و کیرٹن سے چھوڑنا کتب کے بٹنوں  
جس کی قیمت بھی پچھروپیہ تک ہوتی ہے۔ ان لوگوں میں اور قریب دوپہر کو بغیر ہر قوم رناردا  
میں ایڈر نو بچا پائے اور رکھا سنے کے وقت باندھتے ہیں اس قسم کا مال انہاں سالانہ آٹھ نو خوار دینی  
تیار ہوتا ہے۔ ماہ میں خالص ریتسم سے تقریباً پندرہ ہزار روپیہ سالانہ ریشمی پارچہ تیار ہو کر  
فروخت ہوتا ہے۔

چڑے کو ادبانت کے چار پانچ کارخانے بھی ٹھوارہ میں قائم ہیں اور اس کام کا ٹھیکہ  
اہل نے لیا ہے۔ گھاسی، سیلی، بھینس، بکرے وغیرہ کے چڑے خرید کر یہ لوگ بعد ادبانت در اس  
جیتے اور اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔

ہمارے یہاں کل پندرہ مدارس سرکاری جاری ہیں جن میں سے آٹھ لڑکوں کے اور ست  
لڑکیوں کے ہیں۔ اول الذکر مدارس کے نملہ ایک ہائی اسکول و ایک اپر پرائمری اسکول نمکندہ میں۔ ایک  
ایڈر ڈال اسکول اور ایک مدرسہ اسلامیہ امدادی مٹھوارہ میں۔ ایک اپر پرائمری اسکول نکشائی پیٹھ میں۔  
اور ایک ایک لور پرائمری اسکول محلہ صوبہ داری۔ گرجا جی پیٹھ و رامنڈ پیٹھ میں ہیں۔ اور ثانی الذکر مدارس  
کے نملہ اردو، ایک اپر پرائمری اسکول مٹھوارہ میں اور ایک ایک لور پرائمری اسکول نمکندہ۔ کہا رپلی  
نکشائی پیٹھ و گرجا جی پیٹھ میں اور نکشائی کا ایک ایک لور پرائمری اسکول مٹھوارہ اور نمکندہ میں جاری ہے۔  
لڑکوں کے تمام مدارس میں اردو اور نکشائی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور اس کے علاوہ ہائی اسکول میں  
بطور زبان اول و ڈال اسکول میں بطور زبان دوم انگریزی پڑھائی جاتی ہے۔ مدرسہ اسلامیہ میں  
لڑکے مذہبی تعلیم پانے کے علاوہ امتحانات مولوی و غشی کے لئے تیار کرانے جاتے ہیں۔ ان کل  
مدارس میں تقریباً ۱۳۰۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں جن میں سے ۹۰۰ لڑکے اور ۴۰۰ لڑکیاں ہیں۔  
ان سرکاری و امدادی مدارس کے علاوہ یہاں متعدد دفاتر بھی موجود ہیں جن میں پانچ پچھ سو

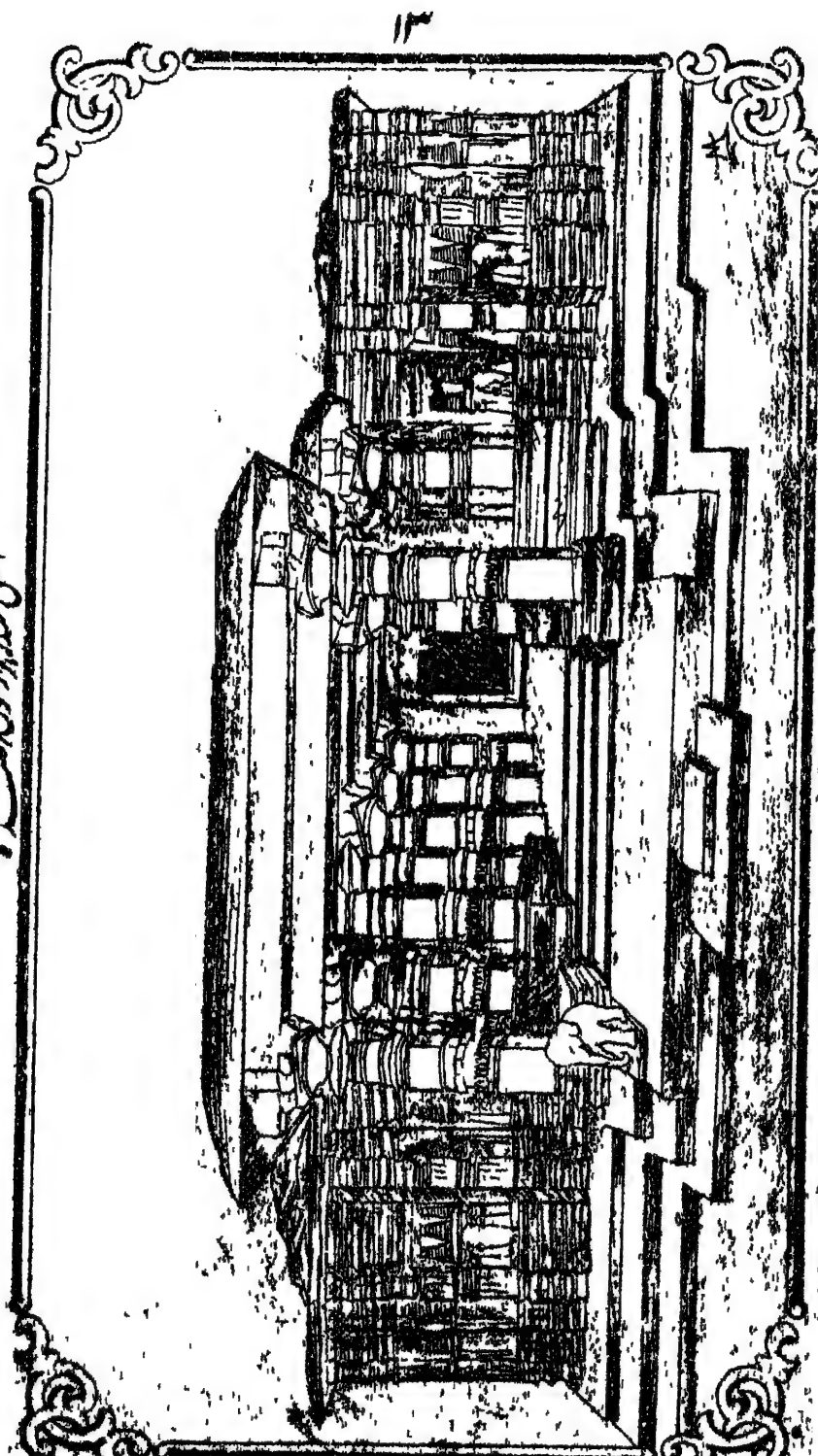
طلبہ تعلیم پاتے ہیں۔ باوجود رنگل ایک مشہور و معروف صنعت و حرفت کا مقام جو نے کے یہاں پر جو درجہ صنعت و حرفت جاری تھا وہ جلد حیدرآباد میں منتقل ہو چکا ہے۔ ہذا مقامی لوگوں کے لئے اس مفید درجہ کی یہاں سخت ضرورت ہے۔

**آثار قدیمہ** آثار قدیمہ کے لحاظ سے رنگل کچھ کم متنازع نہیں ہے۔ کیونکہ گذشتہ زمانہ کے راجاؤں نے اپنی یادگار میں بہت سے خوشنما مفید و کارآمد عمارتیں تعمیر کر کے چھوڑے ہیں جس سے اس زمانہ کے ہندوؤں کی اولوالعزمی۔ بلند خیالی۔ پیش بینی۔ عاقبت اندیشی۔ ہنرمندی۔ ہنر پسندی۔ طرز زندگی ان کے اخلاق و عادات کی کیفیت اور مذہبی حالات و اعتقادات ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان بڑے بڑے عمارتوں کے آثار و علامات جو ان راجاؤں کے زمانہ کے تیار شدہ ہیں ہنوز قائم و موجود ہیں۔ سب سے قابلِ ذکر مشہور مندر پدما کشی دیوی کا ہے۔ جو کوہ نمکنڈہ کے عقب میں ایک پہاڑی پر بنا ہوا ہے۔ مشہور ہے کہ اسی دیوی نے راجہ مہادیو و رما کو جو سلطنت و رنگل کا بانی تھا اس کے بچپن کے زمانہ میں یہ پیشین گوئی کی تھی کہ وہ ایک بہت بڑا زبردست راجہ ہوگا جسکی شجاعت و حکومت کی چار دریاں عالم میں دھوم ہوگی۔ اور اس سلطنت کا ڈنکا اس کے خاندان میں ہزار سال تک بجتا رہیگا۔ چنانچہ کل راجگان و رنگل اس دیوی کے بڑے معتقد تھے۔ آج تک بھی اس کا دیوا عام درشن گاہ اہل ہندو ہے۔ و در و در سے ہندو عقیدہ اس کی پوجا کے لئے یہاں آیا کرتے ہیں۔ سرکار سے سات بیگم زمین انعام اس مندر کے نام جاری ہے۔ جسکا سالانہ محصول پچتر روپیہ ہوتا ہے۔ اس پدما کشی دیوی کے اور تین بہنیں کاما کشی۔ مینا کشی و درگا دیوی بہت مشہور ہیں۔ ان کے مندر علی الترتیب کا بنی ورم۔ دیوراد و راجاڑہ علاقہ در اس میں موجود ہیں مگر بعض لوگوں کا قول ہے کہ در حقیقت یہ کل مندر ایک ہی دیوی کے ہیں۔ جو مختلف مقامات میں مختلف نام سے مشہور ہے۔ پدما کشی کو دیول سے تقریباً آدھے میل پر بجانب شرق ایک پہاڑی کے دامن میں مشہور کا پڑا مندر موجود ہے جہاں ہنوز پوجا پاٹ ہوا کرتی ہے۔ بھدری تالاب کے کٹہر پر جانب شمال ایک قدیم مندر دامن کوہ میں بنا ہوا ہے۔ جو نمکنڈہ کی آبادی سے بالکل قریب ہے۔ اگرچہ کہ اب تک یہ مندر کہیں سے خراب نہیں ہوا ہے اور اسکے اندر ایک بہت بڑا بت بھی موجود ہے۔ لیکن یہاں پوجا پاٹ نہیں ہوتی ہے۔

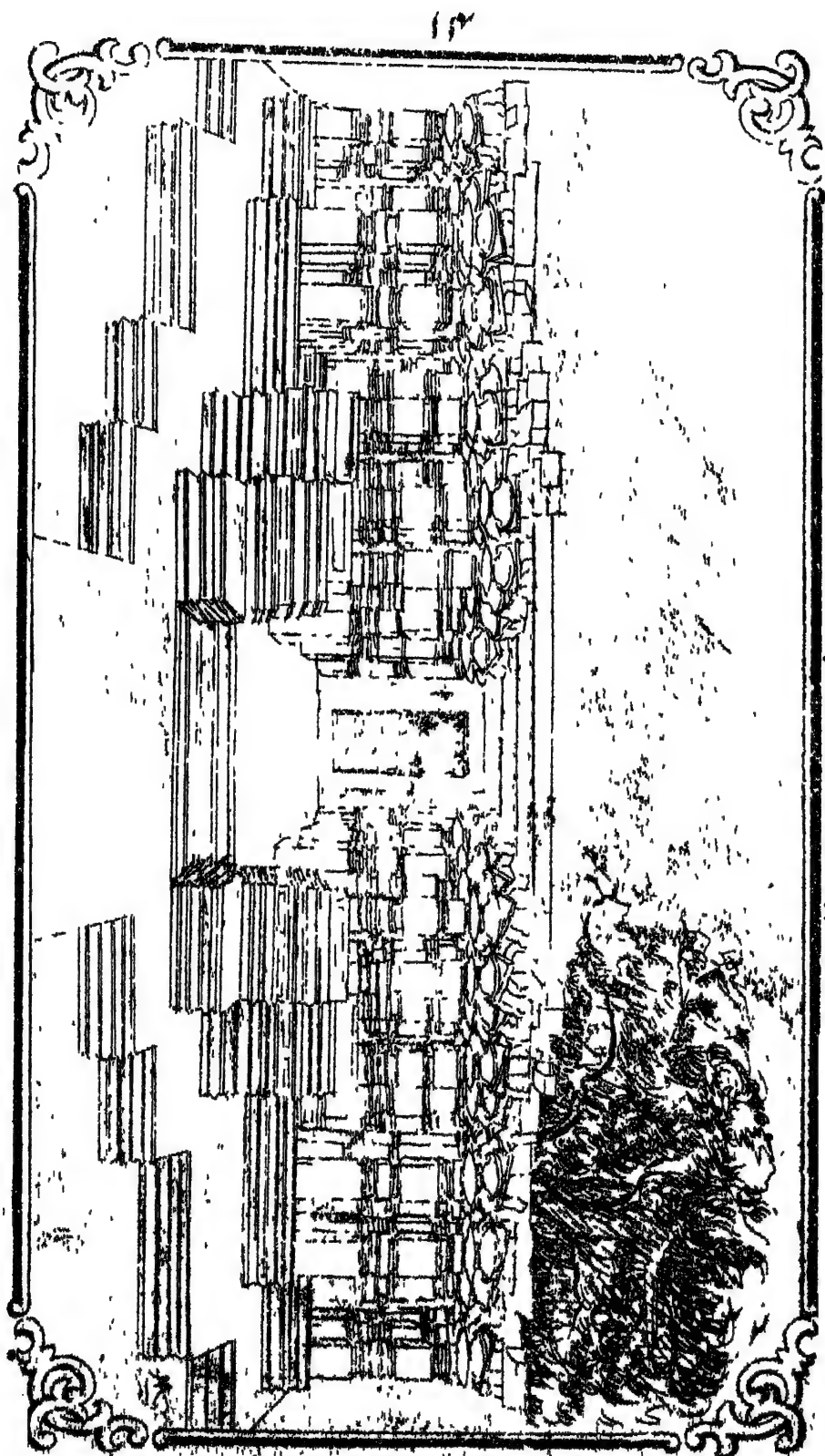
یہ مندر بالکل ویران حالت میں ہے۔ ان قدیم منار میں سے وہ دیول جہاں کثرت سے پوجا کے لئے لوگ آیا کرتے ہیں اور جس کی سالانہ جاترا ہوتی ہے۔ انحصار گنج مٹھواڑہ میں ہے۔ اس مندر کے صدر دروازہ کے مقابل صحن کے قریب دو ستون پتھر کے تقریباً نو فٹ بلند نصب کئے گئے ہیں۔ جن پر جاترا کے زمانہ میں روشنی ہوا کرتی ہے۔ اس مندر میں منجانب سرکار نوبت مقرر ہے۔ جو روزانہ بجتی ہے۔ علاوہ ان کے اور بھی دیول یہاں موجود ہیں جو زیادہ مشہور نہیں ہیں۔ ہنگنڈہ کے پہاڑ پر آبادی کے جانب نشہ و تھاویر انسان کے بنے ہوئے ہیں۔ ان سب میں جو بڑی ہے اس کے نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی نگاہ کے سامنے بائیان تصویر نے ایک بیش بہا خزانہ دفن کر دیا ہے۔ اس تصویر کی نگاہ میں یہ صنعت رکھی گئی ہے کہ جس طرف سے دیکھو اس کی نگاہ دیکھنے والے کی طرف ہی معلوم ہوتی ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک چھوٹا سا چوڑہ بنا ہوا ہے جو حضرت محبوب بھانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا چلہ ہے۔ عین آبادی میں مٹی کی گڑھی موجود ہے جو اب افتادہ ہو چکی ہے۔ یہ سب قدیم اور محولی طرز کی عمارتیں ہیں جن کا بیان بالا جمل کر دیا گیا ہے۔ اب ذیل میں کسیدہ تفصیل کے ساتھ حالات سنگین مندر ہزار ستون ہنگنڈہ اور قلعہ احشام و رنگل قلعہ کئے جاتے ہیں جو خالی از دلچسپی نہ ہونگے۔

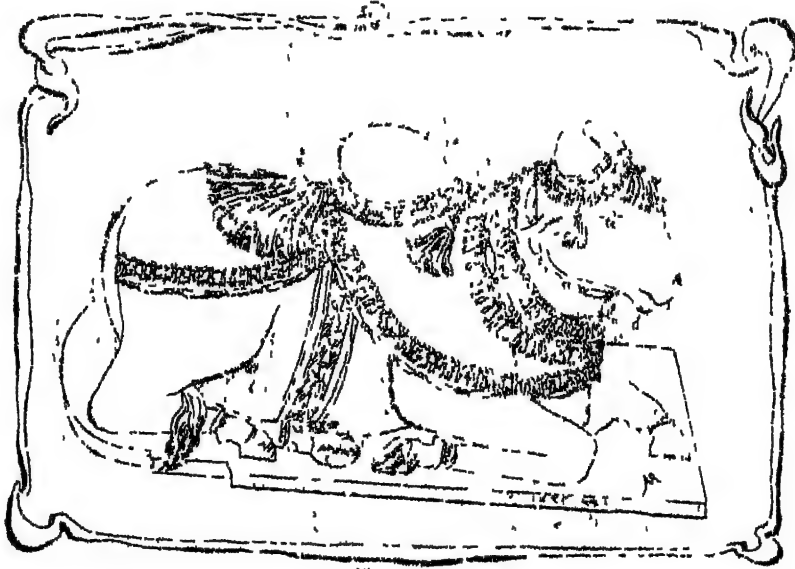
**ہزار کھم کا دیول** ہنگنڈہ میں اندرون آبادی ایک سنگین مندر قدیم زمانہ کا موجود ہے جس کو منو اتھمبہ مولاکرشی کہتے ہیں۔ گویا اب تک بھی اس دیول کا اصل حصہ مستحکم و پائدار ہے مگر اس کے سامنے کا ہزار ستون کا منڈپ جو عوامی کا ایک دلکش نمونہ ہے اور جسکی وجہ سے یہ مندر ”ہزار کھم کی دیول“ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے ستون جو نہایت خوش وضع ہیں اور ایک ہی پتھر میں تراشے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جا بجا سے گر پڑے ہیں اور بعض قریب انہدام ہیں۔ کہتے ہیں کہ پہلے اس منڈپ کے ہزار ستون تھے مگر اب بہت سے گر کر صرف دو دو صائی صوباتی رہ گئے ہیں۔ اور جو کچھ باقی ہیں ان میں سے اکثر ستون اپنی عمودی حالت سے ہٹے ہوئے ہیں، غرضکہ یہ عمارت نہایت مخدوش حالت میں ہے۔ گویا کرایہ عرف سے اس کی سنبھال کے لئے جا بجا جدید اساتذہ تعمیر نہ کرادئے جاتے تو اس میں شک نہیں کہ اب تک عمارت ڈھ کر فرش زمین ہو جاتی۔ اس منڈپ اور دیول کے بیچ میں چار سنگین ستون ہیں

اصل مندرجہ ذیل کتاب ہے۔



منزل آستان بکبک در قزوین





(شندی یعنی بسوتا)

ایک پخت پتھر کی بنی ہوئی تھی جس کے نیچے دیول کے مقابل سنگ سیاہ میں ایک قوی الجشتہ پیل کی سورت (جس کو تلنگی زبان میں مندی اور کٹھڑی میں بسوتا کہتے ہیں) تراش کر رکھی جوتی ہے۔ پخت کے گر پڑنے سے اب یہ پیل ایک جانب ٹوٹ گیا۔ بے جو قدیم زمانہ کی کاریگری کا ایک خاصہ نمونہ ہے۔

اصل دیول پانچ فٹ کی بلندی پر بنا ہے جو چنداں وسیع نہیں ہے۔ اس دیول کے تین درجہ ہیں۔ اوپر نیچے پر سنگین پرآمدہ بنا ہوا ہے۔ پہلے درجہ میں ایک مربع شکل کا پیش والاں ہے۔ جس کا طول و عرض پندرہ پندرہ فٹ کا ہے۔ دوسرے درجہ میں وسیع والاں مربع شکل کا موجود ہے جس کا طول و عرض چوبیس چوبیس فٹ کا ہے۔ اس وسیع والاں میں شکل مربع چار سنگین ستون پندرہ پندرہ فٹ کے فاصلہ پر چیت کو سنبھالے ہوئے استادہ ہیں۔ اس والاں کے تین طرف شمال مشرق و مغرب میں کمرے بنے ہوئے ہیں اور دیول کا رخ جنوب کی طرف ہے۔ ان ستونوں اور خصوصاً کمروں کے سنگین دھلیزوں کی صنایعی نہایت دلکش و حیرت خیز ہے۔ یہ ستون برسی خوبصورتی اور

تراکت سے تراشے گئے ہیں یعنی ہر ستون کے وسط میں دو دوسری طرح شکل کے منڈیر بنے ہوئے ہیں جن کے بیچے اوپر گول اور پشت پہلو مختلف وضع قطع کا نقش و نگار کیا گیا ہے۔ ان کے اوپر کا حصہ بیچے کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ ان ستونوں کے منہ ایک ستون میں جو پیش والاں میں ہے بجائے نگار کاری کے صنایع نے ایک انسان اور ایک چھلی کی شکل الٹی بنا دی ہے جس کا مقصد و مطلب برآمد نہیں ہو سکتا۔ سوچ کا کرہ جو دیو کی نشست کا ہے اس کے دو درجہ ہیں۔ ستر و اس میں کوئی دیو وغیرہ نہیں ہے اور نہ یہاں کوئی پوجا پاٹ ہو کرتی ہے۔ اندرونی درجہ کی چوکھٹ جو ایک ہی پتھر میں تراشی ہوئی معلوم ہوتی ہے عجیب و غریب نقش و نگار سے آراستہ ہے۔ اس نام کی چوکھٹ کے علاوہ ہر دو جانب ایک ایک قطار میں گانے بجانے والوں کے تصاویر اور اس کے بعد ہاتھی پر شیر جبر کی تصاویر بعض گل بوٹوں کے بنے ہوئے ہیں اور اس چوکھٹ کے سر پر ایک برآمدے کی شکل بنا کر اس میں لچھی دیو ہی زور و شنو کی تصویر بنائی گئی ہے۔ اس چوکھٹ کی کاریگری ایک اعلیٰ درجہ کی قدیم صنایع کا قابل دیدن نمونہ ہے۔ باہر کی چوکھٹ میں ہر دو جانب خوبصورت سنگین ستون کے درمیان ایک خوش وضع سنگین جالی تراشی گئی ہے اور اس کے سر پر زرمہم کی صورت بنی ہے۔ اس کرہ کے مقابل والاں کے بائیں گوشہ میں ہنومان کی ایک مختصر شکل بنائی گئی ہے۔ ان سب علامتوں کے لحاظ سے یہ مندر پیروان و شنو کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی دائیں جانب جو کرہ بنا ہوا ہے اور جو بالکل اسی وضع قطع کا ہے اور اس کی صنایع میں بھی کسی قسم کا فرق نہیں ہے۔ اس کے دیکھنے سے یہ تصور جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ اندرونی حصہ میں اس کرہ کے بہت بڑی لنگ کی صورت رکھی ہوئی ہے۔ اور اس کے اندرونی چوکھٹ پر بھائے لچھی دیو کے گپتی کی اور بیرونی چوکھٹ پر سیو کی صورت بنی ہوئی ہے اور یہ سب علامتیں خاص سیو مت والوں کی منادر کے ہیں۔ اس لئے یہ مندران دونوں فریق میں سے کسی کا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ چنانچہ بائیں جانب کے کرے کے ملاحظہ سے جو مثل دیگر کرہوں کے ہے اس بات کی کاح تصدیق ہوتی ہے۔ جس میں سو ریادو کا مہاسن یعنی تخت

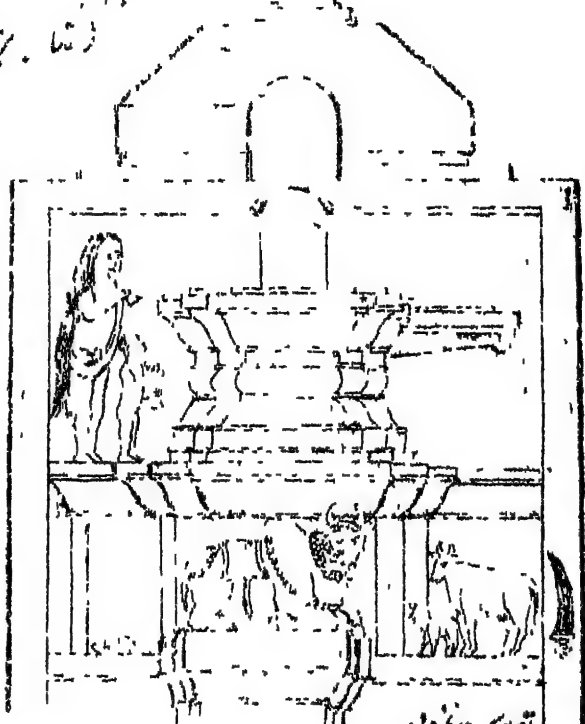


رکھا ہوا موجود ہے۔ اور اندرونی دلیل نیز بی بی کی نشو و نما، بیرونی دلیل پر سیو کی درست  
 بنی ہوئی ہے۔ پس ان علامتوں سے ثابت ہوا کہ یہ دیول خاص ہمارے تہمت والوں کا ہے۔ جو  
 یہ اور دشمن و سورا کو مساوی مانتے اور ان سب کی پرستش کرتے ہیں۔ چنانچہ اس مندر کے  
 لکھتے سے بھی ثابت ہے کہ اس کی تعمیر ہمارے تہمت کے طریقہ پر ہوئی ہے۔ اور زبان و شکل بھی  
 انسانی مذہب ہمارے تہمت کے پیروں سے ہے مگر آخری راجاؤں کا رجحان یہ تہمت کے طرف زیادہ ہو گیا تھا۔  
 جس کا ثبوت قدیم آثارِ پنج سے بھی ملتا ہے۔ اس دیول کے ستون اور رجاؤں پر چند کتبے قدیم لنگی  
 زبان میں ہیں اور اب اس قدر تہمت ہوئے ہیں کہ ان پر ڈھانڈھنا شروع ہے۔ اس دیول کے جانب  
 غربت و فقر کے فاصلہ پر پوجا رہا ہے کہ اسے وہاں کے ایک بہت بڑا سنگین کمرہ  
 ۴ فیٹ مربع قابو ہوا ہے۔ اس دیول کے عقب میں ایک وسیع باؤلی بچہ سنگ بست مع  
 زمینہ موجود ہے۔ اور یہ زراعتی حالت میں ہے۔ مگر اس کا پانی بکریوں اور بچہ کے قابل نہیں ہے  
 اس دیول کا قدیم سنگین دروازہ بجانب شرق کی طرف موقوف ہے۔ اسے فاصلہ پر بنا ہوا موجود ہے۔  
 مگر اس کی تعمیر بالکل تہمتی اور دیول کی تعمیر سے بہت دور البعد کی حالت میں ہے۔ اب اس  
 دروازے کے موانع کوئی قدیم دیوار کمپوٹ کا ہے نہیں چلتا ہے۔ رعایا کے مکانات اس دیول  
 کے قریب تک بنے ہوئے موجود تھے۔ اور یہ دیول ان میں بالکل محصور ہو چکا تھا مگر جناب  
 رائے مراد صہر بہادر صاحب دار حال کے زمانہ میں بتائے جناب کی اس واقعہ کا بہادر معین المہار  
 ان مکانات کے مالکوں کو کافی معاوضہ دیکر یہ انہدام اکمل ایک۔ یہ پختہ سنگین کمپوٹ وال  
 دیول کے اطراف پنجانب سے تعمیر کرادی گئی ہے جس سے اس دیول کی رونق بہت  
 بڑھ گئی ہے۔ اس قدیم دروازہ دیول کے متصل ایک تہمت سنگ سیاہ کا شکل مستطیل  
 تقریباً ۷ فیٹ بلند اسٹاد ہے۔ جس کے چاروں رخ پر تحریر کندہ ہے۔ اور تحریر ہندو  
 اور پرتھو میر سے ہوئے ہیں۔ یہ تحریر آریہ اور لنگی تہمت کے زبان میں ہے۔ اور بجا بجا اس  
 میں سنسکرت کے ٹکڑے شامل ہیں۔ یہ کتبہ نہایت معنات سے ہے۔ کیونکہ اس میں شجرہ

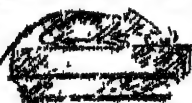
در تمام این چهار تصویر که در این کتاب درج شده است



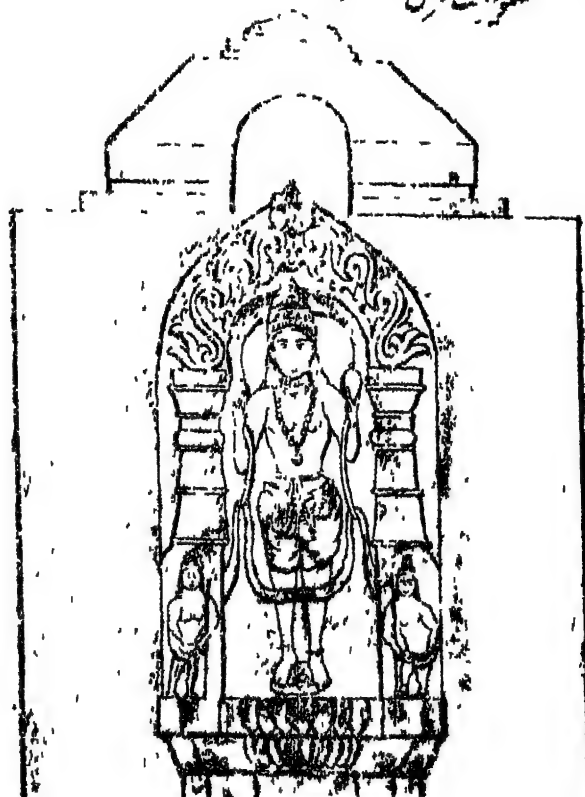
تصویر است شاهی



تصویر است نوری



تصویر است خونی





نامی گرا۔ اسی بہادروں کے گروہ سے تھے۔ بہت دنوں کی زبانیوں کو میوہ بنایا۔ لے۔  
 ہاڈان کا کتیدے جو ہر بعد اسکے دلوں کو پریشان کرنے والے۔ اور بڑے بڑے مخالف  
 اور پیشروں کے بگڑ کو بٹا۔ لے والے۔ خدا پرست اور بڑے بڑے۔ عالم ادب و زکواروں کے  
 خدمت گزار۔ نہ نامہ فریب و غریبوں کو نصرت دینے والے۔ اپنی عورت لے والے کو خوش  
 رکھنے والے۔ اور بڑی عورتوں کو ذلیع و نواز کر۔ لے والے۔ معرکہ جنگ میں راجاؤں  
 پر غالب آکر ان کو اپنا فرماں بردار بنانے والے۔ اور اپنی مملکت میں بہت اچھا انتظام  
 رکھنے والے تھے۔ ان کا بیٹا پر دل راجا بڑا تھا۔ اپنے بہت۔ ان کے گروہ کی خدمت کو نبی والا  
 اور نامی و مسموں کی خبر لینے والا۔ بالکل بے خوف اور معرکہ جنگ میں انگلیشوں کے نامہ بڑی۔  
 اور کل علوم و فنون و فوجی ہستے واقف۔ اور اصولوں تک کا بڑا ماہر تھا۔ ماضی کی سردار میں اعلیٰ  
 درجہ کا کمال رکھتا تھا۔ چلو لیا خاندان میں گویا ایک کوہ تھا۔ نیلیا جیسے شہر و دشمن کو اپنا  
 قہر بنایا تھا۔ گوئے راج پر نتج حاصل کر کے اس کی سلطنت چھین لی تھی۔ اور  
 بہت سے راجاؤں کو مطیع و فرماں بردار کیا تھا۔ اس کی تعریف کہاں تک بنائی جائے  
 اس راجہ کی رانی سواہی پادوی بڑی نیک اور پارسا اور کل عمدہ اوصاف۔ میںہ نصف  
 اور حسن و جمال میں یکساں مثل کوئلا دیہی۔ وچاکی۔ وکنتی۔ دلچسپی و بی و پولومی و چند ٹیکا  
 کے تھی۔ اس کو ایک اثر کا مثل کام دیو۔ تلکوبر اور جیشا کے پیدا ہوا۔ اس کا نام  
 رودر ہے۔ یہ راجا بیابا اور ماہر علوم و فنون ہے کہ اس کے نام سے بڑے  
 بڑے راجہ اور بہادر و درستے ہیں۔ اور مخالفت کی حالت میں اپنے مقام کو خیر باد کہہ کر  
 فرار ہو جاتے ہیں۔ جس سے مقابلہ ہوتا ہے یہ اونکو بے نام و نشان کر دیتا ہے۔ خود  
 بڑا خدا پرست اور خدا پرستوں کی بڑی خدمت گذاری کیا کرتا ہے۔ خیر و خیرات کا بڑا  
 دینے والا۔ نہایت عادل و نصف ہر قسم کی دولت اکو حاصل ہے۔ اس کے حدود حکومت  
 یہ ہیں۔ دریائے شورو سے جنوب میں سرزمین پربت تک اور کنگ سے کوہ مالیم

دو تانک - (دعا بلیا گری پہاڑ ہونگے بوسٹریپ میں بلیا شر کے ہیں) - دیول کے اخراجات  
کے لئے دی پروئل اٹھایا گیا ہے وہ غیر ہت

**قلعہ درنگل** قلعہ درنگل تاریخی لحاظ سے بڑے معرکہ کا مقام رہا ہے۔ اس کا رنگ بڑا دن کالہ ہر دن  
کے عہد سلطنت میں سنہ ۱۹۱۱ء کی جنگ میں اس کا رنگ بڑا دن کالہ ہر دن کے عہد سلطنت میں  
تھا۔ اور جو نقشہ اوقات اس کا تعمیر کیا تھا اس میں اس کی ۱۰۰ فٹ فیٹ میں ۱۰۰ فٹ فیٹ میں  
بیر دنی فیٹ میں ۱۰۰ فٹ فیٹ میں ۱۰۰ فٹ فیٹ میں ۱۰۰ فٹ فیٹ میں ۱۰۰ فٹ فیٹ میں ۱۰۰ فٹ فیٹ میں  
کی سب چار دروازے اور اس کے بعد کی مٹی کی فصیل پر آٹھ دروازے تھے۔ گئے تھے مگر اب کا پتہ  
نہیں چلتا ہے کہ آیا اس نقشہ کے مطابق اس قلعہ کی تعمیر بھی ہوئی ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس وقت صرف  
در فیٹ میں ۱۰۰ فٹ فیٹ میں ۱۰۰ فٹ فیٹ میں ۱۰۰ فٹ فیٹ میں ۱۰۰ فٹ فیٹ میں ۱۰۰ فٹ فیٹ میں ۱۰۰ فٹ فیٹ میں  
قلعہ سے ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر ہوا ہے۔ چنانچہ بعض مواقع پر اس سے تالابوں کے  
سیر کا کام لیا گیا ہے۔ یعنی موضع سینہ پٹی۔ مٹھوڑہ۔ وینکا پور وینکا کے تالابوں کے کٹے بالکل  
اسی فصیل کے ہیں۔ حرف پانی کے رخ پر بڑے بڑے پتھر لگائے گئے ہیں۔ اور ان میں تو د  
چادریں بوا کر ان کے ذریعہ بہ بہت بڑے رقبہ میں تری کی زراعت ہوتی ہے۔ موجودہ دو تانک  
حصاروں میں سے بیر دنی بوٹی کا ہے اس کو جھمی کوٹ اور جو اندر دنی پتھر کا ہے اس کو پتھر کوٹ  
کہتے ہیں۔ یہ دونوں حصار قریب قریب دور شکل کے ہیں اور ایک پہاڑی کو جو گول اور ایک ہی پتھر  
کی ہے۔ گھیرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اسی نسبت سے اس قلعہ کا نام اور وکل (اور وہ ایک  
کل ہے پتھر رکھا گیا تھا۔ اور اس شہر کو سنسکرت میں کیلا گرم (ایک پتھر کا شہر) کہتے تھے۔  
مگر کثرت استعمال سے اور وکل کا درنگل ہو گیا ہے۔ پتھر کوٹ کو گویا شہر بنا ہے اس کی وسعت نصف  
مربع میل کی ہے۔ اس میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر نہایت مستحکم برج و جتری بنے ہوئے  
ہیں۔ اور ان پر ہانسنے کے لئے فصیل میں خوشنما زینے لگے ہوئے ہیں۔ مگر قلعہ میں کوئی توپ







سے جی مٹا۔ ہے اور اودھ گریسے پر سے ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یہ راجہ در پر تیار  
 ہے۔ اس کے راز سے ہیں۔ وائے اعلم بالصلوب۔ اس قلعہ میں اکثر جنگجو تھمر کے نیسے موجود ہیں۔  
 ہا ہا ج فیت سے بیس فیٹ بلند ہیں۔ یہاں کا مشہور دیول میں ہیں سنگ پارس کا رنگ تھا اور  
 جس کی صفات کے لئے تلعہ و انگل تعمیر پایا تھا اب بالکل کس پر سی کی حالت میں نہ تھا تک نہیں  
 میں گڑھا ہوا ہے۔ یہاں کی متعدد قدیم مذہب میں سے سوا سے دو میں سے جہاں پوجا ہوا ہے۔  
 ہے باقی سب غیر آباد ہیں۔ اور وکل پہاڑی پر ایک برج ہے اور اس کے قریب ایک چھوٹا سا  
 دیول خراب و خستہ حالت میں ہے۔ اس کے مقابلہ میں دوسری پہاڑی پر ایک ویران مندر اور مکان  
 موجود ہے۔ ایک اور مندر آبادی کے قریب بائیں جانب واقع ہے۔ جہاں پوجا پائے ہو کر قی  
 ہے۔ اس کے صحن میں پتھر کے تین بیل رکھے ہوئے ہیں۔ تیرا لی صنعت قابل دید ہے۔ ان کو اگر  
 کسی لکڑی وغیرہ سے ماریں تو ایک میں سے ایسی آواز آتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اند  
 سے خالی ہے۔ اس کے متصل دو کتے قدیم تلنگی و اور یہ زبان کے موجود ہیں۔ یہاں سے  
 تھوڑی دور آ کے ایک سد نہایت وسیع قدیم زمانہ کی ویران حالت میں پڑی ہے۔ جس کا نصف  
 سے زائد حصہ ڈھ گیا ہے۔ جنوبی دروازہ کے پاس چند مکانوں کے کھنڈیر دکھائی دیتے ہیں۔  
 سنا جاتا ہے کہ ان میں رسد اور سامان رکھا جاتا تھا۔ شمالی دروازہ کے پاس جو مکان ہے وہاں سنا  
 کا خزن تھا۔ اس قلعہ میں متعدد باؤلیاں عمدہ سنگ بستہ نہایت پختہ موجود ہیں۔ ایک بہت بڑی  
 باؤلی بنام سنگار باؤلی دربار محل کے متصل موجود ہے۔ جس کے چاروں کونوں میں چار پختہ کوئیں ہیں۔  
 اس کے علاوہ کاتھ باؤلی۔ دوہنوں کی باؤلی۔ دروہنوں کی باؤلی وغیرہ قابل دید ہیں۔ قلعہ  
 و انگل نہ تو آباد ہے۔ تقریباً نو سو مکان موجود ہیں۔ جن میں پانچ ہزار نفوس رہتے ہیں۔ دربار محل  
 کے قریب ایک چھوٹا سا مکان ہے۔ جس میں نواب قایم جنگ بہادر قلعہ دار و جاگیر دار و انگل ہے  
 تھے۔ اور جن کا اشتغال ہو چکا ہے۔ اور ان کی اولاد کا عمر جو سنہ کی وجہ سے یہ جاگیر زیر نگرانی  
 کورٹ آف وارڈ ہے۔

## جدید عمارات

زمانہ حال کی عمارتوں میں کوئی عمارت ایسی نچتہ نظر نہیں آتی جو صدیوں تک قائم رہے۔ البتہ بڑی لاگت کی عمارتوں میں گورنمنٹ ہوز۔ مکان محکمہ بہت۔ حضرت عبدالبنی شاہ صاحب رحمۃ اللہ کا گنبد و مندرل جیل و رنگل قابل ذکر ہیں۔ گورنمنٹ ہوز میں سوبر دار صاحب صوبہ و رنگل میں ہیں۔ یہ ایک رفیع الشان عمارت ہے جسکے ارد گرد معزز امراء و معاصیر کے فرد و گاہین بھی ہیں۔ اس میں ایک خانہ باغ موجود ہے جس کا حضرت بخش منظر دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ بندوبست کی کچھتری کا مکان اپنی وسعت کے لحاظ سے اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ حضرت عبدالبنی شاہ صاحب کا گنبد قدیم عمارت عرب کی طرز نقش و کیا موانہایت عالی شان اور وضع اربنا ہے۔ اس کے محاذی اندرون احاطہ درگاہ ایک سماع خانہ اور اس کے متصل ایک خوبصورت مسجد بنی ہے۔ درگاہ کے روبرو طرک کے دوسری جانب ایک سرگود مندرل بنائی گئی ہے اس کی اوپر کی مندرل پر شاہ صاحب کے نام سے روزانہ نوبت بجا کرتی ہے۔ مندرل جیل کی تعمیر نچتہ اور قابل تعریف ہے۔ اس میں ہلاک قرینے سے بنے ہوئے ہیں۔ وسط جیل میں ایک وسیع باؤلی پر نچتہ اور خوشنما برج تعمیر کیا گیا ہے۔ جہاں قیدیوں کی نگرانی کے لئے پہرہ مقرر ہے۔ قیدیوں سے بخاری۔ رنگ سازی۔ جلد سازی۔ خیاطی۔ تیاری ظروف گلی۔ شطرنجی و قالین بافی کا کام لیا جاتا ہے۔

## اعراس

یہاں کے حرفتین عرس مشہور ہیں۔ ایک تو حضرت شاہ جلال الدین جمال الہیہ عشق ربانی گما جواہ جب میں ہوتا ہے اور جن کا گنبد موضع عرس میں ہے۔ دوسرا حضرت مید شاہ افضل ربانی گما جو سرکار و رنگل کے قاضی تھے بمقام قاضی بیٹھتا ہے صفر میں ہوتا ہے۔ تیسرا حضرت عبدالبنی شاہ صاحب کا جو جذب تھے ہنگامہ میں منجانب بیدہ درگاہ بہادریقعدہ اور منجانب سرکار بہادری شوال ہوتا ہے۔ اس آخر الذکر عرس کے اخراجات حرفتین سے ادا ہوتے ہیں اور کبھی ہنگام عرس اعلیٰ حضرت بھی تشریف لاتے ہیں مگر اکثر امراء و عہدہ داران بیدہ حیدر آباد وغیرہ شریک عرس ہوتے ہیں اور اندنوں بڑا مجمع رہتا ہے۔

## جائزہ

خاص و رنگل میں کوئی بڑی جائزہ نہیں ہوتی۔ البتہ ایراکٹ ویرجھہ رپا اور جڑ گل کی جائزہ کے لئے جڑ گل پیش آکر پانچواں سے تین کوس کے فاصلہ واقع ہے۔ جہاں انجندرجی کا مندر موجود ہے۔ یہاں کی جائزہ ماہ کا رنگ کی ٹیم میں ہوتی ہے جو بمقابلہ دیگر مقامات کا بہت بڑی ہوتی ہے۔ دو دو سے تاجر و غیرہ آتے ہیں۔ اور وہاں کا بازار خوب گرم رہتا ہے۔

لئے یہاں سے لگ بکثرت جاتے ہیں۔ ایرگھٹ کو جرمن دشمن کہتے ہیں۔ یہ دیول حسن پرتی ۱۱۔  
 بیسواورم کی بہ بد پر جبار کے دامن میں واقع ہے جو ٹھکنڈہ۔ سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ہر سال  
 ماہ پھالگن میں یہ جاترا ہوتی ہے۔ اور ہزار ہا لوگ اطراف، واکناٹ کے جمع ہوتے ہیں۔ دیر بعد پالی  
 جاترا کا آغاز ماہ پوس میں ہوتا ہے اور تین دن تک رہتا ہے۔ یہ منہ رکتہ کٹھہ کی آبادی سے ایک  
 میل کے فاصلہ پر اور ٹھکنڈہ سے ۲۳ میل پر ایک پہاڑی میں واقع ہے۔ یہاں شیو کے پوجن والے  
 خصوصاً شنگایت لوگوں کا جاترا منع رہتا ہے اور تقریباً دس باہ ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں۔



## باب دوم

### درنگل کے تاریخی حقائق

ہندوؤں کی مقدس کتاب سہا بھا رتہ میں جس پائندہ اور کار واکا ذکر ہے اسی پائندہ واکا میں لڑکا کا بن تھا۔ اس کی اولاد کا سلسلہ یوں رہا ہے۔ (۱) پرکشت۔ (۲) جشیپا۔ (۳) سستیپا۔ (۴) کشیک۔ (۵) سومی پیرا۔ (۶) سومان ریپا۔ (۷) اتوٹھاکا پوجا۔ (۸) سندا (بانی شہنشاہ گروسی (مانڈریا) اس منہ کی ایک لڑکی اور ایک لڑکا تھا کہ لڑکا کا پٹنا ورتشیدنا اور لڑکے کا بیٹا کنس ورتا تھا۔ ورشسینا کی اولاد ورشی کو لاکھماتی تھی۔ ورشسینا کا باپ میند بہا نومی یا و و مسائینی یہ خاندان سے تھا مگر چونکہ ان کا خاندانی دیو ورشی کو لانا گیا تھا اسلئے یہ خاندان ورشی کو لاجی کے نام سے موسوم ہو گیا۔ لکنی ورنا کے دس لڑکے تھے جو باپ کے انتقال کے بعد آپس میں لڑ جھگڑ کر کچھ تو مر گئے اور کچھ ورشی کو لاس کے زیر حمایت آ گئے۔ چنانچہ اس طرح دترنڈا کا بیٹا یعنی نڈا کا نواسہ ورشسینا مالک تخت و تاج بن گیا۔ اور اولاد نرمنیہ کا سلسلہ یہاں ختم ہو گیا۔ اس ورشسینا کے بعد اس کی اولاد سے کے ایک راجہ کیے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے اور بالآخر ایک راجہ ورشی چند راوونامی ہوا۔ اس نے کندووم یعنی قند بار کو اپنا پای تخت بنایا اس کے بعد اس کا بیٹا کنم دیو راج تخت نشین ہوا۔ جب یہ مر گیا تو اس کا بیٹا سوماد پور راج راجہ بنا۔ اس کے عہد سلطنت میں کلک کے راجہ بلہادیو نے اس ملک پر چڑھائی کی۔ طرفین میں ایک جنگ عظیم ہوئی۔ سومادیو مارا گیا۔ اس مقتول راجہ کی رانی سماء سر پال دیوی جو اپنے شوہر کے مرنے کے وقت حاملہ تھی اس خوف سے کہ مبادا کہیں دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہو جائے۔ وہاں سے فرار ہو کر ٹکندہ آئی اور ایک پرہت (شامتری) کے مکان میں جسکا نام مہادیو ورماتھ پناہ ملی۔ برہمنوں نے اس کی حالت پر ترس کھا کر اس کو بہت کچھ اطمینان دلایا اور اس کی حفاظت کا پورا پورا وعدہ کیا۔ اس اثنا میں یہ غیر کلک کے راجہ کو پہونچی تو وہ غنی الفو تھوڑی فوج کے ساتھ اپنے دار الخلافہ سے کوچ کر کے ٹکندہ آیا اور اس مظلوم بیوہ کو اپنے

روبرو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی مگر برہمنوں نے اس عورت کو پانے کے لئے  
 راہ سے بیان کیا کہ وہ راجہ قتل کی بی بی نہیں ہے۔ بلکہ ایک غریب برہمن کی بی بی ہے جس کا شوہر  
 ٹاٹا ہی گیا ہوا ہے۔ رانی تو برہمنی نہ تھی۔ مگر یہ برہمنی ہے البتہ اس کی شبہات رانی سے بہت ملتی جلتی  
 ہے۔ چنانچہ اس کو جبہ سے مخاطب ہوا ہے۔ راجہ کو ان باتوں کا یقین نہ آیا اور اپنے شک کو رفع کرنے  
 کے لئے برہمنوں سے کہا کہ مجھے تمہاری بات کا اموقت پورا یقین ہو گا جب کہ تم سب اس عورت  
 کے ساتھ نہ میرے روبرو کھانا کھاؤ۔ جس کو برہمنی تیار بیٹھ ہو۔ چونکہ برہمنوں کو اس عورت  
 کی جان بچانی منظور تھی اس لئے پندتوں اور شاستریوں نے فتویٰ دیا کہ اگر جان بچانے کے لئے  
 کھانا کھالیا جائے تو اس سے مذہب میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ پس برہمنوں نے راجہ سے اپنی  
 رضامندی کا اظہار کیا۔ کھانا پکا گیا۔ سب برہمن صف بصف بٹھلائے۔ گئے اور راجہ کے روبرو سرپال دیو  
 سب برہمنوں کو کھانا دیتی رہی اور سبھوں نے بہ عیب خاطر کھایا۔ اس سے راجہ کا شک بالکل رفع  
 ہو گیا۔ برہمنوں کے بیان کو یقین جان کر رانی کو رہا کر کے اس کی گذراوقات کے لئے کچھ وظیفہ  
 مقرر کر دیا۔ سرپال دیو اسی پردہت کی محافظت میں رہنے لگی۔ جب محل کی مدت ختم ہوئی تو اس کو  
 ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس لڑکے کا نام سرپال دیو نے بطور یادگار احسانندی پردہت مذکور  
 مہادیو دیا رکھا جو اس پردہت کا نام تھا۔

کہتے ہیں کہ اس لڑکے پر پدماکشی دیوی بڑی مہربان تھی۔ اس نے بے بیشکبلی کی  
 تھی کہ یہ لڑکا ایک وسیع سلطنت کا مالک ہو گا جو ہزار سال تک قائم و برقرار رہیگی۔ اور اس خاندان کے  
 راجے ہر لڑکے میں فتیاب ہوتے رہیں گے اور ان کا ملک سرسبز و آباد رہیگا۔ چنانچہ جب یہ لڑکا بڑا ہوا  
 تو فوج کثیر فراہم کر کے ٹھکانڈہ اور اس کے مصافات پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنی ایک جداگانہ سلطنت  
 قائم کر کے سترہ سال تارنا ماہ ماگھ پچھی روز پچھنبینہ کو تخت نشین ہوا اور اپنا دارالخلافہ ٹھکانڈہ  
 قرار دیا۔ اس نے کل ۱۶۰ سال سلطنت کی اور اس کے بعد جن راجاؤں نے اس ملک پر  
 حکمرانی کی ان کے نام بہ تفصیل بہت حکومت وغیرہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

اسمائے رایان درنگل مدت و سہ حکومت

| نشان سلسلہ | نام راجہ           | مدت حکومت | شکے  |      | عیسوی |      |
|------------|--------------------|-----------|------|------|-------|------|
|            |                    |           | از   | تا   | از    | تا   |
| ۱          | ۲                  | ۳         | ۴    | ۵    | ۶     | ۷    |
| ۱          | مہادیو ورما        | ۱۶۰ سال   | ۲۳۰  | ۳۹۰  | ۴۹۷   | ۴۶۷  |
| ۲          | پدما سینا          | " ۷۳      | ۳۹۰  | ۴۶۳  | ۴۶۷   | ۵۴۱  |
| ۳          | وٹناراج            | " ۷۳      | ۴۶۳  | ۵۳۷  | ۵۴۱   | ۶۱۴  |
| ۴          | پراگئی وٹناراج     | " ۷۳      | ۵۳۷  | ۶۱۰  | ۶۱۴   | ۶۸۷  |
| ۵          | وٹنی گنڈماراج      | " ۷۰      | ۶۱۰  | ۶۸۰  | ۶۸۷   | ۷۵۷  |
| ۶          | کستادیوی           | " ۱۹      | ۶۸۰  | ۶۹۹  | ۷۵۷   | ۷۷۸  |
| ۷          | ارکا دیوراج        | " ۶۸      | ۶۹۹  | ۷۶۷  | ۷۷۸   | ۸۴۶  |
| ۸          | بھوانیکہ بل        | " ۶۸      | ۷۶۷  | ۸۳۵  | ۸۴۶   | ۹۱۴  |
| ۹          | تری بھوانیکہ بل    | " ۷۶      | ۸۳۵  | ۹۱۱  | ۹۱۴   | ۹۹۰  |
| ۱۰         | کاکتی پرول راج     | " ۶۶      | ۹۱۱  | ۹۷۷  | ۹۹۰   | ۱۰۵۶ |
| ۱۱         | پرتاب رودر دیو اول | " ۷۲      | ۹۷۷  | ۱۰۵۰ | ۱۰۵۶  | ۱۱۲۸ |
| ۱۲         | مہادیو راج         | " ۳       | ۱۰۵۰ | ۱۰۵۳ | ۱۱۲۸  | ۱۱۳۱ |
| ۱۳         | گنپتی دیو راج      | " ۷۵      | ۱۰۵۳ | ۱۱۲۸ | ۱۱۳۱  | ۱۲۰۶ |
| ۱۴         | رودرادیوی          | " ۴۱      | ۱۱۲۸ | ۱۱۶۹ | ۱۲۰۶  | ۱۲۴۷ |
| ۱۵         | پرتاب رودر ثانی    | " ۷۶      | ۱۱۶۹ | ۱۲۴۵ | ۱۲۴۷  | ۱۳۲۳ |
| .          | .                  | .         | .    | .    | .     | .    |

اس خاندان سے راجہ ابھرا جس کا ایک چھوٹے سے خاندان کے مالک تھے۔ راجہ نے راجہ کے ہاتھوں سے اپنی حکومت کو ایسا بڑھا دیا کہ کل تین خاندان پر یہی قابض ہو گئے۔ اس خاندان کا پانچواں ممبر راجہ گندھم داس تھا جس نے ملک کو ایک پرچہ چھائی کی ایک ایک شہر بنایا۔ اس کا مقابلہ کیا گیا۔ بالآخر اس کو شکست ہوئی اور وہ دونوں میں بدیں شرائط صلح ہو گئی کہ کنگ کا راجہ منالہ نراج دیا کرے۔ ونشی گندھم راجہ جس وقت انتقال کیا اس کا لڑکا راجہ دیو راج شہر خوار تھا اس لئے گندھم دیو کی اوسکی بھی بھی سنے ۱۹ سال تک اس سلطنت کو سنبھالا۔ کم سن بچہ کو برسر حکومت پیا کر بعض وزراء اوس سے خوف ہو گئے اس موقع کو غنیمت جان کر کنگ کے راجہ نے دیوراج کی کم عمر راجہ نے اپنی کمزوری کا اظہار کر کے پدمالکشی دیوی سے امداد کی استدعا کی اور اپنی فوج کو اوس کے مقابل میں لایا۔ ایک جنگ عظیم کے بعد پدمالکشی دیوی دیوراج کا دیوراج کا سیلاب رہا اور کنگ کا راجہ ہزیمت اٹھا کر واپس چلا گیا۔ ارکا دیوراج بڑا بیچ و دلیر تھا۔ اس نے دیوراجی پر حملہ کر کے وہاں کے راجہ کو اپنا مطیع اور باجگذار بنایا تھا۔ تری بھو ایک مل اپنے زمانہ حکومت میں کنگ کے راجہ سے جنگ کر کے اوس کے بیٹے کو ہنگام کا راجا بنا دیا اور ایک شہر لنگا پور نامی دریائے گوداوری کے کنارے بسایا تھا۔

ان راجاؤں کے تفصیلی حالات نمل سنکے اس لئے جبہ قدر دستیاب ہو تو ہم نے ذکر دی گئے ہیں۔

**کانتی پرول راج** کانتی پرول راج اپنے باپ کے انتقال کے بعد اس کے شکی مطابق سنہ عیسوی میں تخت نشین ہوا۔ ہنگام تخت نشینی یہاں بالغ تھا۔ اس لئے اسکے منتری یعنی ارکان دولت نے اس کی تخت نشینی کے متعلق اختلاف رائے کی۔ اس موقع کو غنیمت جان کر باحدو نامی کنگ کے گجینی نے ہنگندہ کا محاصرہ کیا اور بارہ ماہ تک اس کے جنرل و سونا تھے اس محاصرہ کو قائم رکھا بالآخر کانتی پرول راج نے نہایت دلیری و جوانمردی سے اوس کو شکست دیکر محاصرہ اٹھا دیا اس کی عہد حکومت میں مشہور ہے کہ ہنگندہ سے چند لوگ بنگلہ و بنہو لاسنے کے لئے بڈیاں لیکر جانب مشرق روانہ ہوئے اور مال اسباب لیکر جب وہ واپس آئے تھے تو ہنگندہ سے تقریباً دو کوس کے فاصلہ پر ایک بڈی کا پھیٹہ کسی پتھر سے اڑا اور وہ بڈی گر پڑی۔ لوگوں نے اس کو اٹھا لیا تو ان کی بڈی



کہ یغیر پر چوٹ لوسے کا گنا تھا وہ سب خالص مونا بن گیا ہے اور جس پتھر سے وہ کٹا تھا وہ حقیقت  
وہ سنگ پارس کا بنایا میو کا ٹنگ ہے۔ پس اسی وقت اسکی اطلاع راجہ کو دی گئی۔ اور وہ اسکی  
سنتے ہی فوراً برسرِ موقع آیا اور اس پتھر کو دل سے نکلوا کر نکلندہ لانا چاہا۔ وہ جو دیکھ اس لنگ کو وہاں  
سے نکالنے کی بنیہ سے تدابیر پہل میں لائی گئیں مگر کوئی بھی کارگر نہ ہوا۔ وہ وہاں تھا وہیں رہا۔  
اس نے ہنسنے تک نہ کی۔ اس واقعہ سے راجہ بیتا تردد ہوا اور چونکہ اسے نایاب چیز کی حفاظت  
ضروری تھی۔ اسلئے اسکی پوچھائی غرض سے اس پر ایک دیول جس کو شبھو لنگم گڑی کہتے ہیں۔  
اور جو ہنوز قلعہ لے اور موجود ہے تیار کرایا۔ اور اسی کے اطراف ایک عالیشان قلعہ تعمیر کرسنے کا  
حکم دیا جس کا مفصل حال قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس قلعہ کی تعمیر کے لئے سنگ تراش و سمار وغیرہ بڑا سینہ فن کے استادوں نے  
جاتے تھے جو بنی مالک سے جہاں درویدی زبان بولی جاتی تھی بلائے گئے تھے۔ اور یہ لوگ  
جو جہاں اس کے کہ ایک پتھر کی حفاظت کے لئے قلعہ تعمیر کیا گیا۔ اس کو قلعہ دروکل (اور وہ ایک کل پتھر  
کہنے لگے مگر بعض کا قول ہے کہ یہ قلعہ چونکہ ایک گول پہاڑی کے اطراف جو ایک ہی پتھر کا ہے۔  
تعمیر ہوا ہے۔ اسلئے اس کا نام دروکل مشہور ہوا۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ راجہ نے اپنے دارالحکومت  
ہنگندہ کی حفاظت کے لئے یہاں سکے پہاڑ پر قلعہ تعمیر کرانا چاہا۔ مگر پدما کشی دیوی نے اس کو ہدایت  
کی کہ ہنگندہ چھو کہ پدما کشی یعنی ایک استری دعورت کا مقام کہلاتا ہے۔ اسلئے اگر یہاں قلعہ تعمیر  
ہوگا تو مالک قلعہ کو کبھی انتہا عادت نصیب نہ ہوئے۔ چنانچہ اس دیوی کی نصیحت کے بموجب اس کے  
حدود کے باہر راجہ نے قلعہ تعمیر کرایا اسی کو اپنا مستقر قرار دیا۔ غرض کہ مہد سلطنت کا کئی پرول راجہ  
جاسے ہنگندہ کے درنگل دار السلطنت قرار پایا اور اس راج کے اختتام تک وہی دارالحکومت رہا۔

کاکتی پرول راج بڑا جوان مرد۔ دلیر۔ مہذب و درندہ تھا۔ اس کے لئے باجگذا ارباب تھے  
جن میں سے ایک تیلانامی کو نراج سالانہ دینے کی وجہ سے گرفتار کر کے قید کر دیا تھا۔ من بعد  
جب کہ اس نے عافری و انساوی کی تو راجہ نے نرس کھا کر اس کو رہا کر دیا۔ مگر ڈاکٹر چندا کر

نے اس واقع کو اپنی کتاب میں یوں لکھا ہے کہ تیلپا دوم جو نرمی تیلپا ٹریلوکیا ملا بھی کہلاتا تھا مغربی چلوکیا خاندان کا جو تامل ملک پر حکمران تھا۔ راجہ تھا۔ اس کے زمانہ میں خاندان چلوکیا کو بعض خانہ جنگیوں کی وجہ سے زوال آگیا اور چند اس کے باجگذا اور سردار اس کی کمروری کو دیکھ کر غلامانہ منتظر اور باغی ہو گئے۔ اس موقع کو خود اس کا سپہ سالار جس کا نام وجالانتھا اور جو قوم کلاچوری سے تھا غنیمت جانا اور اپنے الگ کا تخت چھین کر خود مالک تخت و تاج بننے کا منصوبہ گانا اور بعض طاقتور و خود مختار راجاؤں کی امداد حاصل کرنے کی سعی کی۔ چنانچہ انہیں اس کو کامیابی ہوئی۔ ویجا یار کا جو کوہا پور کا مہاراجہ مشہور تھا وزیر کاکتی پرول راج نے اس سپہ سالار کو مدد کر تیلپا کو گرفتار کر کے قید کر لیا۔ مگر بعضوں نے لکھا ہے کہ کاکتی پرول راج راجا چلوکیا کا باجگذا تھا۔ تیلپا کو گرفتار کر کے قید کرنے کے بعد وہ خود بخود اس فعل سے سخت منفعل و شرمندہ ہوا اور اپنے آقا تیلپا کو بہ عزت و توقیر کمال محبت و اخلاص سے رہا کر کے اس کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کی اور انہیں سخت ذلیل و خوار کیا۔ اور اپنے آقا کا بدلہ اون سے لیا۔ اس نے ماتراکوٹہ کے شہزادہ گندامی کے ہنگامہ کو فرو کیا۔ اور منتارا کے راجہ جگدیو کو جس نے ہنگامہ کی تسخیر کے لئے چڑھائی کی تھی بعد مقابلہ شکست دی اور وہ ہریمیت اٹھا کر فرار ہو گیا۔

علاقہ بمبئی کے کرناٹکی خاندان لنشکا کا راجہ گوئند راج کی نسل سے راجہ راؤ یا ایڈیا جو تہذیبی کے فن میں مشہور تھا گرفتار ہو کر پانز بجیر پرول راج کے روبرو پیش ہوا۔ چونکہ راجہ خود فن سپہ گری میں استاد تھا اور جو انہیں کی قید کرتا تھا اُسے اس ذرا کو عرفہ رہا ہی نہیں کیا بلکہ اس کے معافی مانگنے پر اس کا ملک لنشکا بھی اس کو بخش دیا۔

کاکتی پرول راج کے ہم عصر آٹھ راجہ تھے یعنی (۱) دوم۔ (۲) کرنا۔ (۳) میڈامار یا۔ (۴) میلاگی ویو۔ (۵) گوکرنا۔ (۶) چودو دیا۔ (۷) تیلپا۔ (۸) بھیما راجہ ورومانا۔ مگر چھٹا راجہ بہ حیثیت زمینداروں کے تھے اور کوئی مشہور لوگوں میں سے نہ تھے۔

کاکتی پرول راج کی بی بی پٹا تھی جو پرتاب روراول کی ماں تھی۔ اس پر پرتاب رور

کی پیدائش کی سات سو منہ میں مٹی اسلئے اس کی پرورش بجائے نجات کے سمجھو لگم سے منہ میں ہی  
اس کے نسب پر مشہور ہے کہ اس کے ہاتھ سے اس کا باپ کا کنی پر دل راج آدمی رات کو دھوکہ کمر میں  
پیش ویدی (سنگ پارس) کے پاس مارا گیا۔ جب روہ روہ کو اس کا علم ہوا تو اس سے اس کا بیچہ راج  
ملا ہوا لگا اس کے پدر پورج سے جب کہ اس کو یقین ہو گیا کہ نادانستہ دھوکہ کمر میں اس کے بیٹے سے  
یہ حرکت ہوئی تو اس کا مقصود مداف کیا۔ اور حالت نزع میں اس کو وحشت کی کہ اس مقصود کے کفارہ  
میں اس کو چاہئے کہ اولاً مقدس مقامات کامی (نارس) و پریاگ (لاہور) وغیرہ کی زیارت  
کرے اور اس کے بعد پگندہ میں ایک خجستہ اور قابل یادگار ہزار کھم کا دیول تعمیر کرے۔ چنانچہ باپ  
کی اسی وصیت کی تعمیل میں روہ پرتاب نے دیول ہزار کھم تعمیر کرایا۔ یہ مقصود حال قبل ازیں بنایا چکا ہے۔  
پرتاب روہ واول

اول تخت نشین ہوا۔ یہ بھی مثل اپنے باپ کے نہایت دلیر تھا۔ اس کی تخت نشینی کے زمانہ میں تیلپا  
جو ونجی کا راجہ تھا مر گیا۔ اور اس کا بھائی بھیما اس سلطنت پر قابض ہو کر خود راجہ بنا۔ مگر اس پر اپنے  
سنگے بھائی کو کھانے میں نہ ہرانا کر کھلاسنے اور اس کو مار ڈالنے کا الزام لگایا گیا۔ پرتاب روہ  
نے اس کیفیت کو سن کر دوس سے اس میرجی کا ہلہ لینا چاہا۔ اور ایک فوج کثیر کے ساتھ روانہ ہوا۔  
بھیما کی مدد و دھماکے کی جو افواج ونجی کے یہ سالاروں میں سے تھے۔ بھیمانے بڑھی  
دلیری کے ساتھ پرتاب روہ کا مقابلہ کیا۔ مگر پرتاب روہ غالب آیا۔ چودہ بھیمانے شکام کارزار مارا گیا  
اور بھیما اپنے متعلقین کے ساتھ شرفی گھاٹ کے جنگلوں میں بھاگ گیا۔ اور اس کے ایک پر  
پرتاب روہ کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے راجہ فارنا کے ملک پر چڑھائی کی۔ اور ایک جنگ عظیم  
کے بعد پرتاب روہ کو فتح نصیب ہوئی۔ اور شہر ساگر جو پراچینا تھا اس کو ملا۔ خاندان چولا چلوکھا  
کا راجہ ویراچولا ویروڈاچولا تھا اس کا سپہ سالار میٹا ماریا جس کو گنہ گنہ بھوشتا بھی کہتے تھے بڑا دلیر و  
جوانمرد تھا۔ پرتاب روہ نے اس کو بھی شکست دی۔ اس کی شکست نے اس خاندان پر تباہی لائی  
اس کے بعد پرتاب روہ نے گنہ گنہ وراڈیانامی راجہ گنہ ویر پر چڑھائی کر کے اس کو اپنا جگہ دار بنایا۔

کے پورے بیبارہ میسر بنے پورے نو میل پر واقع رہا اور ملک لنگھ فتح کر کے اس کے اپنی حکومت میں تیار کیا گیا۔ نامہ ان کے سر پر کیا اور راجہ سورنیا کی۔ یہ تھا۔ اس کے شکست فاش اور کے پر تباہ رود نے بیچتے تھے۔ کتا تپ اختیار کیا چنانچہ اس کے بعد اس کے نامہ ان کے راجاؤں نے بھی تھریا جاپس یا پاس سال تک یعنی ششہ اشکی تک اسی لقب سے ملقب رہے۔ پس اپنی فتوحات کی وجہ سے اس کے نامہ ان کے سر پر لکھا گیا جیسے کہ ملندہ کی دیول کے کتبہ میں بتلایا گیا ہے۔ پر تباہ رود ر سلپنے مذہب کا بڑا پابند تھا۔ اس نے اپنے زمانہ میں بہت سے سیو کے منادر تعمیر کرائے۔ اور سیومت کو بڑی ترقی دی۔ جگت تھ یعنی پوری کی دیول میں بھی بہت سے افسانے کرائے۔

مہادیو راج پر تباہ رود کا بھائی مہادیو راج تھا۔ جس نے موقع پا کر پر تباہ رود کو مروا ڈالا اور خود تخت نشین ہوا۔ اور تین سال حکومت کرنے کے بعد ششہ اشکی میں دیوگری (دولت آباد) پر حملہ آور ہوا اور وہیں جنگ میں مارا گیا۔

گپتی دیو راج گپتی دیو راج پر تباہ رود اول کا بیٹا تھا چچا کے مرنے کے بعد تخت نشین ہو کر سلپنے چچا کے خون کا بدلہ لینے کے لئے ایک فوج کثیر کے ساتھ دیوگری پر حملہ آور ہوا۔ ایک جنگ عظیم کے بعد دیوگری کے یہ وہاندان کے لوگ عاجز آ کر بہت سے نذر و تحایف کے ساتھ اپنے راجہ کی لڑکی مسماہ رود را دیوی کو جس کا پیدائشی نام بدرا تھا اوس کے عقد میں دے کر صلح کر لی۔ اس نے راجاؤں لنگھ چولا و دیگر رئیسوں سے جنگ کر کے فتح حاصل کی تھی۔ اسی زمانہ میں ضلع نلور کے ایک چھوٹے سے رئیس منولہ صدنی نامی کو اکتا اور پیتا نامی دو دھویہ سلطنت نے ملکر تخت سے اتار دیا اس رئیس کا درباری پندت ملکتا سو میا جی تھا جو خدمت وزارت کو بھی انجام دیتا تھا۔ اپنے راجہ کے معزول ہونے کے

سلسلہ بھگت سرباجی ایک مشہور بھارتی اور پندت گندراچھس نے واسیکی کے ماماؤں کا جو زبان شکرت میں تھی وزیر بہا سار کے پندرہ باب کو ایک نامی وجہ کی ششہ اشکی زبان میں پہلے پہل ترجمہ کیا جو ملکی لٹریچر کی جینپتر کتابیں ہیں۔ اس کا خاندانی نام کوثر پور راجہ تھا اور وہ پندت کوثر پور کے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے باپ کا نام گندا اودیاں کا نام اٹا تھا۔ بنا و سر دھنا اس کے چچا تھے۔ جہاں تک اس کا دادا تھا۔ اس کے خاندان کے لوگ ابتدا سے راجاؤں کے دربار میں وزارت و شاعری اپنے پیشہ کی خدمت کو انجام دیتے تھے۔ لیکن کا باپ گندا کوثر کا کوثر اٹا اور جہاں تک کوثر کا کا تھا۔ اپنی شاعری کی وجہ سے مشہور تھا۔ اس خاندان کے لوگ اہم وقت نلور کے قریب پٹاچھی لڑی کو رہتے ہیں۔ اور گوگھی لولا جیلائے ہیں۔

بعد گیتی دیوراج کے پاس بر طلب امداد چلا آیا۔ راجہ نے اس کی بڑی قدر کی اور صاف ہاتھ دیا۔ اس نے  
ایک فوج کثیر سوار سہی کی امداد کے لئے روانہ کیا۔ اس امداد سے منوما سدھی کو ان دعویداروں کی  
سلطنت پر فتح حاصل ہوئی۔ اور پھر وہ اپنے ملک پر حکمرانی کرنے لگا۔ اکثر کشتیاں میں گیتی دیوراج کے  
نام کے ساتھ پر ناری سہو در (برادر سواں) کا لقب موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑا شہید چلن  
پاک طینت اور خدا ترس شخص تھا۔ اُس نے اپنے عہد میں کئے تالاب بنوائے۔ گھاؤں، بھاسے اور کئے  
منذروں کو تعمیر کرا کر بڑی شہرت حاصل کی۔ جن میں سے چند ہنوز موجود ہیں۔ پینانچہ اس نے اپنے  
نام پر ایک قصبہ بنوڑ کھلاں بسایا۔ اور ایک بہت بڑا تالاب تعمیر کرایا جو اب تک تحائف ملک خلیج درنگل  
میں موجود ہے۔ اور ایک یلگور نامی قصبہ آباد کیا اور دہلاں بھی ایک بہت بڑا تالاب تعمیر کرایا اور اس کے  
بعد اس کو بلور انعام، بلجوا، دی کو (جو قوم لنگھت کا ایک گروہ ہے)، پریا۔ یہ قصبہ قلعہ ونگل میں  
موجود ہے۔ موضع کھن پور جہاں اب ریلوے اسٹیشن ہے اوس کا پایا ہوا ہے۔ ہنمت گریہ، تھ  
کا دیول جو ٹکٹہ کے پہاڑ پر ہے جہاں ایک پانی کا چشمہ بھی موجود ہے۔ آیا۔ رشی۔ کہ ہر اہت۔ کہ  
بوجہ اسی کے عہد میں تعمیر ہوا ہے۔ من کار جہاں شیو مت کے طرف زیادہ تھا۔ اور عین مت سے  
اس کو سخت نفرت تھی۔ اس زمانہ میں اس کی ریاست میں بہت سے چین آباد تھے پینانچہ ان کے  
وقت کے بنائے ہوئے مورثیں اور کہتے ہنوز ٹکٹہ کے پہاڑ وغیرہ پر دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہ  
فرقہ روز افزوں ترقی پذیر تھا۔ شیو مت والے ان کی اس ترقی کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔  
جب کہ راجہ کار جہاں شیو مت کے طرف زیادہ پایا گیا اور اوس نے ارادہ کیا کہ بہمن۔ نیچے جشم کو اپنا عرشہ  
بنایا تو ان لوگوں نے جینوں کے مردوڈ اسنے کی فکر کی۔ اور راجہ کو ترغیب دیکر ان کے چھتیس گھاؤں  
سمار و ہر باد کر ڈالے۔ اور یہ پچاسے اقام کے مصائب میں مبتلا ہوئے۔ اکثر تو قتل کر دئے گئے اور

لے جین شمالی ہند سے دکن میں آنے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ زمانہ حکومت چندر گپتی میں قحط سالی ہوئی اور لوگ تباہ  
ہونے لگے تو مسجد راہا ہونے قحط سالی سے بچنے کے لئے چند جین کو اپنے براہ لے کر ملک کرناٹھ میں داخل ہوا اور  
اوس تارنج سے یہ لوگ اسی ملک میں بس گئے۔

باقی جلاوطن ہو۔ ان کے دیول منہدم و تودہ خاک کر دئے گئے۔ بہتے ہیں کہ تلن سومیا جی پٹت  
بھن اس نون ریزی کا ایک بڑی حد تک بانی تھا۔ اور بعض مورخین کا خیال ہے کہ اس راجہ کے وزیر  
اس کے نواسہ پر تاج ردو ثانی کے عہد میں جو متعصبانہ ظلم جین مذہب والوں کے گئے اس کا نتیجہ  
یہ ہوا کہ جین لوگ راجہ کے مخالف اور سکانوں کے پیرو ہو گئے۔ اور یہی ان کی حکومت کے زوال کا  
باعث ہوا اس کے عہد میں چورنگ یا چورنگنا نامی شخص ان کے ملک پر یورش کر کے سترہ اشکی میں  
اس کے ملک کا جنوبی حصہ فتح کر لیا۔ چنانچہ یہی وجہ ہوگی کہ اس تاریخ کے بعد کے کہتوں میں جو  
لفظ گپتی کے ساتھ گپتی لکھا جاتا تھا درج نہیں ہے۔

گپتی دیوراج کے کسی لڑکے کا نہ تھا صرف ایک لڑکی سماۃ اور مہادیوی تھی۔ جس کو وہ بھبت  
سے لڑکا کہا کرتا تھا۔ اس کی شادی ملہادیو سے ہوئی جو ونجی کے راجہ کا لڑکا تھا۔ چنانچہ اس کے خاندان  
کی تفصیل اس طرح بتائی گئی ہے۔ راجہ راجہ کے بیٹے راجہ راجہ لاس نے ونجی کا راجہ ہو کر پندرہ سال  
ملک حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا دکر یا چولار راجہ ہوا۔ اس کے بعد میٹرازو اس کا قریبی  
تخت نشین ہوا۔ اس کی زوجہ کا نام گنگنا تھا۔ میٹرازو کے بعد اس کا بیٹا ویلا جیتا مالک تخت و تاج  
ہوا۔ اس کی زوجہ جیسا مہادیوی تھی۔ اس کا بیٹا پاپا پکرہ رانی تھا جس سے او مکی زوجہ ہوئی۔  
اور وہ گپتی دیوراج کے پاس ہی رہتا تھا۔ شادی کے وقت غالباً ملہادیو کی عمر اٹھارہ یا بائیس سال  
کی ہوگی۔ باپ کے انتقال کے بعد ۱۲۳ اشکی میں وہ ونجی کے تخت پر بیٹھا اور کل دس سال اس نے  
حکومت کی۔ من بعد ۱۲۴ اشکی میں اس کا انتقال ہو گیا اور ونجی کی سلطنت ورنکل کی سلطنت میں  
ضم ہو گئی۔ گپتی دیو کے دو فرزند رو در دیو اور انم دیو تھے جن کا حال آئندہ لکھا جائیگا۔

۱۲۵ اشکی مطابق ۱۲۶ عیسوی میں گپتی دیوراج کا انتقال ہو گیا تو اس کی  
جگہ اس کی زوجہ رو درادیوی جو دو گڑھ کے راجہ کی لڑکی تھی۔ تخت نشین ہو کر عہد حکومت  
۱۲۷ اشکی میں لی اور اکتالیس سال تک بڑی طاقت۔ سنجیدگی و دہرہ کے ساتھ حکمرانی کرتی رہی۔  
اور اس نے صلح آمیز خیالات اور عقل و انصاف کے سبب ایسی چورنگز بنائی کہ پہلے کسی راجہ یا دانی کو



یہ بات کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ رعایا کو یہ نہایت عزیز رکھتی تھی اور رعایا اس کو اتنا بھتی تھی۔ اس نے قلعہ و رنگل کی ایسی تمہیم کرائی۔ اور اس کو اس قدر مستحکم کر دی کہ کسی دشمن کے دسترس نہ ہو سکے۔ اس کا وزیر ایک شیوہ برہمن سسہی سدا دیو نامی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے خاوند کے فہم میں بھی یہی شخص وزیر تھا۔ اسی زمانہ میں ایک دینس کا ستیاہ میا کر وہ لانا می اس ملک میں آیا تھا اور اس جگہ کی طرز حکومت و انتظام وغیرہ کے متعلق اس نے جو حالات قلمبند کئے ہیں۔ اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

”ملک بہار کے شمال میں ایک ہزار میل کے فاصلہ پر (بعض کتب میں پانچ سو مل لکھا ہے) ٹیفل کی سلطنت ہے (ٹیفل کو اب ٹھوڑا کہتے ہیں)۔ اس ملک پر سابق میں ایک راجہ حکمراں تھا۔ اس کی وفات کے بعد جو تقریباً چالیس سال ہوئے۔ ایک شہور زیرک اور عقلمند مورث بڑی شان و شوکت سے حکمرانی کر رہی ہے۔ اس رانی کو اپنے شوہر کے ساتھ اقدار الفت اور الفت تھی کہ اس کی وفات کے بعد اس نے اپنے شوہر سے شادی نہیں کی۔ اور دوبارہ عقد کرنا محبت و مروت کے خلاف بنا۔ اس نے اپنی چالیس سالہ حکومت کے زمانہ کو سس خشن اصولی اور عمدگی سے طے کیا کہ یہ بات اس کے شوہر کو نصیب نہ ہوئی۔ اور طرز حکومت کے لحاظ سے یہ اپنے خاوند پر جی بقت لی گئی۔ اس ملک میں عہدہ قسم کے مہین کپڑے بنی کٹری کے جاسے کے تیار ہوتے ہیں۔ دنیا میں کوئی راجہ یا رانی نہ ہوگی۔ چنانچہ ان کو بہن کر خوش نہوتی ہو۔“

اس نے اپنے عہد حکومت میں متعلقہ پرکال میں ایک گاؤں انبا دی کے نام سے بسا کر اس کا نام انبا دیہ رکھا تھا جو کثرت استعمال سے اب انبال کہلاتا ہے۔ اور اس میں ایک بڑا مندر بھی تعمیر کروایا تھا جو اب تک موجود ہے۔ یہ مقام ایک کنڈہ سے تقریباً اسی میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور ایک موضع مڑی کنڈہ جو متعلقہ و رنگل میں ہے اسی رانی کا بسا ہوا ہے اور



یہاں بھی جو دیول ہمارے پر ہے اس کو اسی رانی نے تعمیر کروایا تھا۔  
 رودر دیوی اخیر زمانہ حکومت میں بہت سا خوردہ ہو گئی تھی اور مسلمانوں کی یورشوں کا زور  
 تھا اور ایسے نازک وقت میں تخت پر ایک زبردست حکمران کی ضرورت تھی۔ چونکہ اس کا نواسہ پرتاب رودر  
 جس کو وہ اپنا قائم مقام کرنا چاہتی تھی۔ زمین شور کو پہونچ چکا تھا۔ لہذا ۹۹ھ کے مطابق ۱۲۴۶ء  
 میں عثمان حکومت اس کے ہاتھ میں دے کر آپ خانہ نشین ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ جب وقت انکا دیوی حاملہ  
 تھی تو رودر دیوی ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ لڑکا یعنی وارث تاج و تخت پیدا ہوگا۔ اور جب پرتاب رودر  
 پیدا ہوا تو اس کی بڑی خوشی منائی۔ اور پیدائش کے گیارہویں روز ہی پرتاب رودر کے تخت نشینی  
 کا جلسہ قرار دے کر بڑی خیر و خیرات کی۔ رودر دیوی پرتاب رودر ۱۰۰۰م کے قریب حکومت میں اور رودر  
 بھی زاد و زین لرتی رہی۔ اور تقریباً سو سال کی عمر کو پہونچ کر ۱۱۹۲ھ کے انتقال کیا۔  
 پرتاب رودر ثانی پرتاب رودر ثانی پرتاب رودر ثانی جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا ہے ۹۹ھ کے مطابق ۱۲۴۶ء  
 میں تخت نشین ہوا۔ یہ راجہ بڑا شجاع۔ جوانمرد و جلالہ علم و فنون سے ماہر تھا۔ اطراف کے بہرہ مند  
 سے راجاؤں سے جنگ کر کے ان کا ملک چین کر اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا۔ اس کے نو بہن  
 بھی چین لوگ نہایت تباہ و برباد کر دے گئے۔ اس معاملہ میں اس نے اپنے نانا کی پوری تعظیم  
 کی۔ ظلم و سنسکرت کی ترویج کا یہ بڑا موید و معین تھا۔ اس نے دویانا کے کسی سے ظلم و ادب کی ایک شہرہ  
 کتاب پرتاب رودریم سنسکرت زبان میں لکھی۔ اور اس کو اس کے حلیہ میں مالا مال کر دیا۔ یہ خود  
 علم سنسکرت کا بڑا ادیب تھا۔ پرتاب مارتنڈ نامی سنسکرت کتاب کا یہی مصنف ہے۔ اس نے اپنی  
 فوج میں ولما اور رومی فرقہ کے لوگوں کو اکثر بڑے بڑے خدمات پر مامور کر کے ان کے دلوں میں شجاعت  
 و مردانگی پیدا کر دی۔ کشتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے بہت سے سیو کے مناد راہ بڑے بڑے تالاب  
 بنوائے۔ اور بہت سے شہر و منادرا کا درشن کیا۔ بمقام پاکھال اس کی ملاقات ایک رشی سے ہوئی۔  
 اور اس کے حسب ایما و مال ایک قلعہ پرتاب گڑھ تعمیر کر کے اس جگہ پاکھال نامی شہر آباد کیا۔ اور ایک  
 بہت وسیع تالاب تعمیر کر لیا جو مالک محروسہ سرکاری میں ہمیشہ ہے۔ اس کے علاوہ اس نے موضع

پالیم پٹھ تعلقہ ملک میں ایک عالیشان اور قابل دیدن دریا کا اور اوس کے پاس ایک بہت بڑا گنڈم  
یعنی چشمہ بنوایا جو ہنوز موجود ہے۔ اس مندر کی پوجا پاٹ کیلئے چالیس گاؤں عطا کئے گئے تھے۔  
اسی راجہ کے بعد حکومت میں مسلمانوں کی یوریشیا دکن پر شروع ہوئی۔ سب سے  
پہلے دیوگڑھ کے راجہ پر جس کو مسلمان تمام دکن کا راجہ سمجھتے تھے۔ سلطان جلال الدین کے بھتیجے علاؤ الدین  
نے غورن شیر کے ساتھ حکم کیا اور بہت ساز و جوا پر لیکر دہلی واپس ہوا۔ اس کے بعد جب خود مالک  
تاج و تخت دہلی بنا اور تین سال کا نذرانہ راجہ کے جانب سے اوس کو وصول ہوا تو ایک فوج جوار کے  
ساتھ اسے نہایت وفادار غلام ملک کا فور کو روانہ کیا مگر رام دیو راجہ دیوگڑھ نے بروقت خراج ادا کرنے  
کا وعدہ کر کے صلح کر لی۔ ان دونوں مسلمان سلطنت درنگل سے بھی غافل تھے۔ سترہ ہجری  
مطابق سترہ عیسوی کے وسط میں علاؤ الدین خلجی نے بنگالہ کے درپسے کچھ فوج درنگل پر بھیجی تھی۔  
مگر یہ فوج ابھی اپنا پورا کام کرنے نہ پائی تھی کہ اس کو دہلی واپس بلوایا گیا۔ کیونکہ خود دہلی پر بغل حملہ آور  
ہوئے تھے۔ اور وہاں سے ان کو دفع کرنے کے لئے اس فوج کی ضرورت تھی۔ مگر جب یہ ہنگامہ موز  
ہو گیا تو علاؤ الدین نے سترہ عیسوی میں ملک کا فور کو دوبارہ بہت سی سپاہ کے ساتھ دیوگڑھ کی راہ  
سے درنگل روانہ کیا اور اس کے ہتھیار دیا کہ اگر درنگل کا راجہ روہیہ اور ہاتھی دے اور سالانہ خراج دینے  
کا وعدہ کرے تو صلح کر لیا اور تین درنگل و ملک تلنگانہ کی فتح کی فکر نہ کرنا۔ الخیر ملک کا فور جب  
دیوگڑھ آیا تو رام دیو نے استقبال کیا اور لشکر میں اپنا پانا بھیجا اور تاکید کر دی کہ اجناس نرخ شاہی  
کے موافق فروخت ہوں۔ نیز شکہ تمام رسد کا سامان مہیا کر دیا گیا۔ ملک کا فور دیوگڑھ سے شمالی تلنگانہ  
میں اندرون گیا اور ساہیبا کے قلعہ کو جو درنگل کے راجہ کا تھا تسخیر کر لیا اور اس قدر آدمیوں کو قید کر لیا  
کیا کہ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور مارے خوف کے تمام اطراف کے راجے پر تاب رو دور کے پاس  
قلعہ درنگل میں جا چکے۔ پر تاب رو دور اندرونی سنگین قلعہ میں اور باقی رات بھر فوجی گلی قلعہ میں  
متحضر ہوئے۔ ملک کا فور پہلے ہنگامہ پر قبضہ کر لیا جہاں سے درنگل کا شہر اور باغات نظر آتے  
تھے۔ پھر درختوں کو کاٹ کر پورے پورے بنوائے۔ اور طریق میں خوب زور آزمائیاں ہوئیں اور بالآخر

چند روز میں جب میری قلعہ فتح ہو گیا اور بڑی خوشخبری ہوئی اور بہت سے راجے مع زن و خرد سیر ہوئے تو پرتاب رو در نے عاجز آ کر تین ہزار ہاتھی اور سات ہزار گھوڑے بہت سامان و اسباب دیا۔ اور خراجگی اسی کے وعدہ پر صلح کر لی۔ اس کے بعد ملک کا فوراً واپس ہو گیا اور دہلی پہنچ کر مال غنیمت بادشاہ کے حضور میں پیش کیا۔ دوسرے سال یعنی سنہ ۳۱۱ھ عیسوی میں ملک کا فوراً پھر دکن میں آ کر ملک کرناٹک راجہ ہلال دیو سے چھین لیا۔ اور راجہ کو قتل کر کے اس کے خاندان کو تباہ و تاراج کر دیا اور یہاں سے بھی بہت سامان غنیمت لیکر واپس گیا۔ سنہ ۳۱۲ھ عیسوی میں دیوگری کے دیوؤں نے پھر فساد مچایا۔ رام دیو کا بیٹا شکر دیو یہاں راج کرتا تھا۔ اس کے مطیع کرنے کیلئے ملک کا فوراً پھر بھیجا گیا۔ لڑائی میں راجہ مارا گیا۔ اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ چار سال بعد سلطان علاؤ الدین خلجی نے انتقال کیا اور ملک کا فوراً دہلی میں قتل ہوا۔ سنہ ۳۱۷ھ عیسوی میں سلطان قطب الدین مبارک خلجی دہلی کا بادشاہ ہوا۔ انہوں نے رام دیو کے داماد ہر پال دیو نے دکن کے راجاؤں کے ساتھ اتفاق کر کے ملک پر قبضہ کرنا چاہا۔ اور بادشاہی آدمیوں کو سارے دکن سے مار کر لگا دیا۔ اور قلعہ دیوگڑھ کا محاصرہ کر رکھا تھا اس لئے بادشاہ بذات خود فوج کثیر کے ساتھ دکن میں آیا۔ اور جنگ غلیظہ کے بعد ہر پال دیو کو گرفتار کر کے جیتے ہی اس کی کھال کھچوائی۔ اور یہاں کی فرمانروائی ملک یک لکھی کے سپرد کر کے وزیر نگل کا رخ کیا مگر حکم راجہ نے اظہار اطاعت کیا اس لئے وہ دہلی واپس ہو گیا۔

خانہ ان خلجی کے قلعہ واقع ہے کہ بعد سنہ ۳۱۷ھ عیسوی میں جب غیاث الدین تغلق دہلی کا بادشاہ ہوا تو ملک پر ان الدین پر تغلق خان کو دیوگڑھ کی حکومت مل گئی لیکن جب رود پرتاب نے خراج نہ بھیجے سے ان خوف کیا اور دیوگڑھ میں بھی بغلی اور ابتری کی خبر ملی تب اس نے اپنے بیٹے اور ولیعهد جو ناغاں (بقول بعضی النغاں) کو لشکر ہزار کے ساتھ دکن پر سنہ ۳۱۷ھ عیسوی میں روانہ کیا۔ ولیعهد کو رملکوں کو غارت اور فتح کرنا ہوا اور نگل آیا اور قلعہ کا تخت محاصرہ کیا۔ پرتاب رو در نے بڑی مرواکی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور دھپسا کر آگاہ ہوا کہ پہلی نامروی کا وعدہ اس سے مٹ گیا۔ مگر جب لڑائی سے شکست گیا تو خراج ادا کرنے کے وعدہ سے صلح کا خواست کا ہوا۔ لیکن چنانچہ اس نے قبول نہ کیا اور لڑائی بدستور جاری رہی۔ مگر بعد میں پیش شروع ہو چکا تھا۔ اور مسلمانوں کے لشکر میں بیٹھ چل کر بازار موت مگر ہو گیا تھا۔



کہ مکران کو ایسی کچھ نام آوری نصیب نہیں ہوتی۔

روہ پربا ببا کے استعمار کے بعد اس کا بیٹا کرشنا راج تخت نشین ہوا۔ اور ۱۲۲۵ء میں جب غیاث الدین بلبن کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا سلطان مجذباتلق (الفتح شاہ) تخت ہندوستان پر قابض آ رہا۔ اس نے اپنے عہد میں کئی ملک دکن کو فتح کیا اور کئی راجاؤں کو اپنا جاگزار بنایا۔ یہ بادشاہ بڑا عالم اور بے رحم تھا۔ اپنی اپنی باتوں پر راجاؤں کو قتل کر دیتا تھا۔ اور لوگ اس کے طرف سے ہر دم اپنے جان و مال کو فخر میں سمجھتے تھے۔ قتل نماں اپنے باب کی جگہ دکن کا حاکم تھا۔ اور امیران صده ہوشا سوار کے انگریزوں کے اور جاگیردار کے انتظام کے لئے مامور تھے۔ اس کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ بادشاہ نے جب اس کا بغیر کر دیا اور عالم الملک کا تقرر کیا تو امیران صده کو اس کا کامل بیخود اور بادشاہ سے باغی بن گئے۔ جس کو جب سے بادشاہ نے بہت سے امیران صده کو قتل کر ڈالا اور بہت سے مارے خوف کی بجائے کہ آوارہ اطراف و جانب ہو گئے۔ اور جو مشہور تھے ان کی طلبی میں بادشاہ کا حکم نہ آیا تو ان لوگوں نے خوف جان بادشاہ کے پاس جانے سے انکار کیا اور علم بغاوت بلند کر کے دولت بہادر پراخت کی اور عالم الملک حاکم دکن کو گرفتار کر کے ملک پر قبضہ کر لیا اور سارے ملک مرہٹہ کو اقطاع میں دے دیا۔ کچھ ایک قلعہ کے ساتھ ایک امیر صده نافر ہو گیا۔ جو جو امیر بادشاہ سے برگشتہ خاطر تھے ان سب کا دولت آباد کو یا مرجع و مرکز بن لیا۔ رعایا بھی انہی کی ساتھی ہو گئی۔ انہیں فتح کو جو امیران صده میں برگشتہ تھا اپنا بادشاہ بنا کر ناصر الدین شاہ کا خطاب دیا۔ اس کا ررواسی کی خبر پا کر سلطان محمد تغلق فوراً بھرپور سے دولت آباد پہنچا اور تخت معرکہ جدال قتل گرم ہوا۔ بالآخر امیران صده کو شکست ہوئی تو انہوں نے آپس میں یہ صلاح ٹھہرائی کہ انہیں مل جل کر قلعہ دیوگڑھ میں چلا جائے اور اتنے آدمی ساتھ لیجائے جو اس کی حفاظت کے لئے کافی ہوں اور باقی امیران اپنے اپنے اقطاع متعینہ پر چلے جائیں۔ اور ایک دوسرے کی مدد کرنے میں قصور نہ کریں بادشاہ نے عالم الملک وزیر کو حسن کا گوسے کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ جس کو امیران صده نے خطاب ظفر خانی دیا تھا اور خود دولت آباد فتح کر لیا۔ بادشاہ کو تو ایک ضرورت کے سبب سے دولت آباد سے مراجعت کرنی پڑی



شب ہمارے آقا دولتی علیہ السلام نواب میر محبوب علی خاں بہادر اصفیاء سادس خاندانہ ملک سلطنت  
تخت نشین ہوئے جن کے سایہ عاطفت میں اسوقت قاری درنگل بہار کے پیش نظر ہے۔ اور  
اس عہد مبارک میں صوبہ دار می درنگل بہار جناب۔۔۔ کے مرید میر بہادر مامور و کار گزار ہیں  
جن کے اوصاف حمیدہ کا ہر کوئی مداح و شاعر ہے۔



شبیبی پارک حضور پر نور علیہ السلام نظام دکن خاندانہ ملک سلطنت



## پاسبانِ مسموم

### وزنگل کے بزرگانِ دین کے حالات

شہرِ وزنگل چونکہ مدتِ تک جولا نگاہِ اہلِ سلام رہا ہے اسلئے عجب نہیں کہ بڑے بڑے عالمِ فاضل بزرگانِ دین ان سرکوں میں شہید ہوئے ہوں یا ولت فرمائے ہوں مگر اب اس کا پتہ بھی نہیں چلتا ہے کہ یہ بزرگوار کہاں دفن ہوئے۔ اسلئے جن بزرگواروں کے حالات دریافت سے معلوم ہو سکے وہ تمینا و تبرکا درجِ ذیل کر دئے جاتے ہیں۔

### تذکرہ حضرت شیدہ جلال الدین جمال البحر معشوقِ ربانی ثانی

حضرت شیدہ جلال الدین جمال البحر معشوقِ ربانی ثانی ابنِ حضرت شیدہ شاہ حسن عبدالقادر ثانی ابنِ حضرت مید احمد ابنِ حضرت مید محمد ابنِ حضرت سید حیدر ہلالِ قادری عرف ہلال الدین ابنِ حضرت سید شہاب الدین شاہ محمد اصغر احمد ابنِ سید عماد الدین ابی صالح نصر ابنِ تاج الدین عبد الزقاق ابنِ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہم۔

روایت ہے کہ حضرت کے والد بزرگوار کو انھائے عالی نہایت منظور تھا۔ جس صاحبزادہ یا صاحبزادی سے خوارقِ عادات ظہور میں آتے تو آپ فرماتے کہ بابا آرام کرو۔ فی الفور رُوحِ پُر فتوح ان کی قالبِ مہر سے پرواز کر جاتی۔ اور زمینِ شقی ہو کر اسی وقت وہ سما جاتے۔ اکثر فرزند و صاحبزادیاں حضرت موصوفِ اسی حال سے راہیِ خلد ہیں ہوئے۔ مگر جب حضرت تولد

۱۰۰ کوئی کرامت بارہ سال تک۔ آپ سے ملو میں نہ آئی۔ بنا برآں رالذکر گوارا نہ آپ کی بیعت  
و خلافت سے برف، فوکر قرعہ مبارک، اپنا روزوار ایا۔

ایک مرتبہ آپ اپنے مکان کی بیرونی دیوار میں اسنادہ سٹھے موقوفہ تاز باہر جانے  
سے اندر واز سے کہ بیہوش آئے تو تھافا سے کسی کے کان سے آپ سدا رہا ہوئے۔ تاز رز آ  
سے اپنے اپنے منہ سے کہ حضرت کے جانب بڑھے۔ آپ گھبرا کر ان کو نظر پرستہ دیکھا۔ اس کے ساتھ  
جی تاز کے منہ سے کہ پھر اگر میرے ایک ہزار ہست ہستہ آ رہی تھی۔ اس حال کو دیکھا جی  
ہو رہا۔ راجہ خیال کی کہ اس صاحبزادہ سے بھی کرامت ہو رہی ہو۔ مبادا ابھی  
میں نہ آئے۔ راجہ بڑا زور کی غیر ہوئی۔ اس میں بھی آرام فرما۔ یہ کانکم دیکھتے اس کے گھر لے جی آپ کی  
والدہ مایہ کے پاس لئی اور حقیقت حال عرض کی۔ والدہ سے لپٹے۔ تاکہ افرایا کہ خبر دحضرت کے  
والدہ سے نہ لپٹا اور بڑا سوچنے لگیں کہ کسی طرح صاحبزادہ کو کہیں روانہ کر دینا چاہئے تاکہ والدہ سے  
دور رہے۔ آخر ایک روز حضرت کو شناس پا کر صاحبزادہ کے زہد کی کیفیتیں بڑھ کر کے رہو فظا ہر کر کے  
سنائش فرمائی کہ صاحبزادہ کو ولایت حرمین شریفین کے لئے روانہ کر دیا جائے تاکہ بعد زیارت وہ  
اکت بار علوم غیبی و علوم متعارفہ جس کا بید شوقی دانگیر ہے ملک عرب میں کریں۔ حضرت نے  
بدل و جان اجازت سفر عرب مرحمت فرمایا۔ اور آپ عازم زیارت حرمین شریفین ہوئے۔ پہلے  
کعبۃ اللہ شریف پہنچ کر حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے۔ اس سفر میں آپ کے  
ساتھ بہت سے خادم و فقرا بھی تھے۔ جب آپ مدینہ طیبہ پہنچے تو حضرت رسول کریم کی زیارت سے  
مشرف ہوئے۔ کئی روز تک مبارک جالی میں مراقبہ رہے۔ ایک وقت کہا جاتا ہے کہ خدائی  
خواجہ سرا کچھ چمکلائے۔ اور کہا کہ آپ کی سیادت اور نبی کریم کی اولاد ہونے کی آپ کیا سند رکھتے  
ہو جو ہر روز جالی مبارک کے قریب مراقبہ رہتے ہیں۔ خود رہے کہ ادا آپ کو یہاں سے ہٹنا  
پڑ گیا۔ ہاں کچھ سیادت کی نشانی یا کسی خرق عادات آپ سے ظاہر ہوں تو ہم بھی سمجھیں کہ آپ  
اس جگہ کے مستحق ہیں۔ پس آپ نے فرمایا کہ خوارق عادات و کرامات حضرت سرور کائنات

کرنا پسند ہوتے ہیں۔ ہاں اگر تم چاہو تو میں یہ عرض کروں گا کہ یا حضرت جدی روضہ مبارک کا قفل کھل جائے اگر قفل کھل جائے اور وہ دہچہ دروازہ روضہ نبویؐ کھل جائے تو کیا میں یہاں رہ سکتا ہوں مستحق سمجھا جاؤں گا۔ خواہ بسراؤں سے کہا کہ ان قفل کو ہاتھ لگا۔ اگر کھل گیا تو آپ یہاں رہ سکتے ہیں اس بات کو میں آپ سے قفل کو ہاتھ لگا۔ نہ گنا یا فقط نظر سے اشارہ فرمایا۔ اشارہ۔ کہ ساتھ ہی قفل کر پڑا اور دروازہ کھل گیا۔ اس کو دیکھ کر قفل درمیان بارگاہ نبویؐ حضرت کے مستحق ہو گئے۔ یہاں پہلے کے سال تک روضہ نبویؐ میں انتظام نہ پایا۔ ایک روز حالت وجد میں آپ نے یکجا جیسی یکجا جی یا جادی پکارا تو فوراً روضہ انور جناب نبویؐ علیہ السلام سے یا ولدی کی آواز آئی۔ اور معشوق ربانی ثانی کے خطاب سے سرفراز بنی ہوئی۔ اور ارشاد ہوا کہ ملک دکن میں رہا کرو ان اہل علم کی اشاعت کروں۔ پس حسب الامر روضہ نبویؐ کے بقول صاحب انوار الاحبار آئیں۔ یہ بلطنت قطب شاہ میں بغداد شریف سے وارد دکن ہوئے۔ آپ کے ہمراہ بہت سے فقیر اور مسترز بخیر غل تھے۔ جن پر فقر کا لباس و معمولی خورد و نوش کا سامان تھا رہنا تھا۔ اور وضع انکاد میں سکونت اختیار فرما گئے۔ یہاں پر اس زمانہ میں ایک مشرک صاحب تدبیر چہاڑ پر مند رہنا کرتا پرستی میں سرگرم تھا۔ ان لوگ اس کے بڑے معتقد تھے۔ آپ بھی اسی چہاڑ پر مشغول تھے۔ چہاڑ پر آپ کا رہنا اوں مشرک کو ناگوار گذرا۔ ایک بڑا سا پتھر اوس نے آپ پر گرایا مگر وہ پتھر آپ کی انگلی کے اشارہ پر سر کے قریب کر چوک گیا جواب تک اسی حالت میں موجود ہے۔ اور یہ قصہ یہاں مشہور و معروف ہے۔ جب مشرک مذکور تاب مقابلہ نہ لایا تو یہاں سے فرار ہو گیا۔ آپ بھی انکاد سے موضع سوم ادم میں جو درنگل کے قریب ہے تشریف فرما ہوئے۔ اور ایک چہاڑ پر جو پڑھا تھا۔ رد قبلہ ایک پیر پر ہاتھ باندھے ہوئے آئیکہ منکر کے بیت و در تک شاہدہ انوار الہی میں مشرق کھڑے ہو گئے۔ چوک پیاس کی حاجت نہ پوری ہو کسی کا منہ ورنہ تھا کہ مشاہدہ و مراقبہ سے بیدار کر سٹے۔ چنانچہ حضرت کو اپنی حالت میں چھوڑ کر ہمراہی اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے۔ پس آپ یہاں سے اٹھ کر قصبہ برس میں جہاں آپ کا مزار ہے تشریف لائے۔ ہنگام تشریف آوری جب مٹی کی فیصل قلعہ کے قریب پہنچے تو اتفاقاً ایک

میں نے تین مبارک اتاری اور نرنگشت پر چلنے لگے۔ مگر کسی نے مجالِ حق کی صحبت سے پیادہ پارو کی کیفیت دریافت کر سکے۔ نادر شاہ کی آنچو حضرت کے خلیفہ تھے نہ زرت پائی اور دیانت کیا۔ اگر حضرت کے پیادہ پارو ہی و برہنہ پائی کی کیا وجہ ہے۔ اور اس میں کیا اسرار ہے۔ تو حضرت نے شاہ کمال کو نزدیک بلایا اور ان کے آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔ شاہ کا آنکھیں کھلیں۔ میں نے کہا میں سرور ام و بہاڑا قلعہ ہزاروں شہداء و امداد کی فرازیں جہنم میں شہداء آسودہ ہیں۔ واقعہ یہاں۔ اور کئی شہداء حضرت کے ملاقات کے لئے جوق جوق آ رہے ہیں اور اوج اولیاء اللہ حضرت کے اس پاس بشارت کرتے ہیں۔ پھر جب آپ نے آنکھوں پرست و سنا مبارک اٹھایا تو شاہ کمال صاحب نے سارا چہرہ بدو واقعہ قرار دیا و دیگر معزز شاہین وقت سے بظاہر فرمایا اور خود حضرت نے بھی ارشاد فرمایا کہ میں شہداء اور اولیاء اللہ کی فرازیں کے ایسے کے لئے حالتِ آنکھوں پر چلا۔

آپ کے دو فرزند اور ایک دختر ایام طفلی ہی میں وجہ تیرہ رکیزاتِ حقیت کے عہدِ بلاشاہی اسی حلد میں ہوئے۔ ان تینوں کے ہزارات، ایک تظاہر میں حضرت کے رونمہ کے باہر ایک چوتھہ پر پائیں میں موجود ہیں۔ ان تینوں کے رحلت فریانت کے بعد حضرت سید شاہ معین الدین جس کا متولد ہو۔ صاحبِ مجاہدہ والد بزرگوار ہوئے۔ حضرت کا وصال ۲۲ رجب المرجب ۱۰۹۹ ہجری میں ہوا۔ گدیز مبارک آپ کا موضع عرس سرکار و رنگل میں ہے۔

### تذکرہ حضرت سید شاہ معین الدین جن صاحب

آپ فرزند حضرت سید شاہ جلال الدین جلال البزم شوق بیانی ثانی قدس سرہ کے ہیں۔ شرفِ امداد و خلافت پدر بزرگوار سے رکھتے تھے۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد مجاہدگی پر مسلک ہو کر ایک عالم کو فیضیاب کیا۔ بڑے عالم و فاضل اور حافظ قرآن مجید تھے۔ آپ کی رحلت کے بعد عطا کھر نے قبر مبارک سے آپ کے تلاوت قرآن شریف کی آواز سنی ہے۔ اور غلام درگاہ نے وقتِ ظہر

دیکھا ہے کہ آپ گنبد سے نکلی کر سب میں، وفی افروز ہوئے اور نماز پڑھ کر پھر گنبد شریف میں داخل ہوئے۔  
 سہ گئے۔ غرض کہ آپ بھی صاحب کشف و کرامات ہیں۔ وفات آپ کی سلسلہ ختم المرام میں تھی۔  
 گنبد مبارک آپ کا گنبد پد بزرگوار کے قریب جانب شرق واقع ہے۔

### تذکرہ حضرت سید شاہ عید بن قادیانی

آپ چھوٹے فرزند حضرت سید شاہ معین الدین حسنؒ کے سنیے۔ شرف ارادت  
 و خلافت پد بزرگوار سے رکھتے تھے۔ صاحب تعوی و طہارت تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک سال آپ سے  
 مینسیاب ہوا۔ وفات آپ کی ۱۰۸۰ رمضان المبارک کہ ہوئی۔ مزار پر انوار آپ کا مونیع عرس میں  
 پائیں گنبد والد بزرگوار سے۔ ایک بڑی جانی شاہ اولیٰ سلطان الفقہ صاحب کشف و کرامات تھے۔ جن کا وصال مینسنہ  
 میں ۱۲۰۰ ربیع الاول ۱۰۸۰ میں ہوا۔ آپ کو جس وقت غسل میت دیا گیا تھا وہ مینہ طبعی لا کر حضرت بی بی صاحبہ کی گنبد میں عرض  
 زیارت لکھا ہوا ہے۔ جو آپ کی بی بی تھیں۔

### تذکرہ حضرت سید شاہ محسن جو پادشاہ قادری قادری

آپ سلطان الفقہ کا فرزند تھے۔ شرف ارادت و خلافت پد بزرگوار سے رکھتے تھے۔ بعد پد بزرگوار اسناد ارشاد  
 پر تھے۔ اور عالم کو فیض پہنچایا۔ بہت سے کشف و کرامات آپ سے ظہور میں آئے۔ جس وقت آپ  
 موضع عرس سے عید آباد آئے کا قصد فرماتے تھے۔ آن والوں میں عید آباد پہنچ جاتے تھے۔ حضرت  
 سید محمد حسن شاہ صاحب جن کی درگاہ کسار ہے میں سے آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نہایت جذب  
 رکھتے تھے۔ اور کہنے سے مستحور و ذکر کرتے تھے۔ مگر جس وقت حضرت سید شاہ محسن عید قادری کی ہوا  
 عید آباد میں داخل ہوئی تو آپ کسی سے لنگ لیکہ باز نہ رہے۔ ایک باگسی سے آپ سے وہ  
 دریافت کی تو سید صاحب موصوف شہ فرما کر سبیل کے سر کو بل میں لیا اور فرمایا کہ سید صاحب  
 دیکھتا ہے کہ تمام لوگ جو بازار میں ہیں منہ ہیام کے ہیں اور حضرت سید شاہ محسن عید قادری

صرف انسان معلوم ہوتے ہیں۔ الغرض حضرت بڑے صاحب کالات تھے۔ سماع کو آپ بہت پسند رکھتے تھے۔ تین سو قوال ہمیشہ آپ کے گرد پیش رہتے اور آپ کو ہر وقت سماع میں متفرق رہنا تھا۔ اور آپ کی رحلت بھی عین سماع میں ۲۰ ماہ جمادی الآخر میں تھی۔ مزار پر انوار متصل گنبد جد بزرگوار چبوترہ پر موضع عرب سرکار و رنگل میں واقع ہے۔

### تذکرہ حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس

حضرت سید شاہ افضل بیابانی جن کا گنبد نورانی موضع قاضی بیٹھ میں واقع ہے۔ ایک آفتاب زمانہ گذرے ہیں۔ آپ سرکار و رنگل کے قاضی تھے۔ آپ کے کرامات و عرق عادات بہت مشہور ہیں۔ آپ سادات رفاعیہ سے ہیں۔ حضرت سید شاہ ضیا الدین بیابانی اور حضرت شیخ اشرف بیابانی جن کے مزارات مقدمہ انبیر شریف میں موجود اور مشہور ہیں۔ حضرت کے اجداد کرام میں ہیں۔ آپ کا سلسلہ نبی گویا سلسلہ الذہیب ہے۔ آپ کے ریاضات و مجاہدات اولیاء متقدمین کے جیسے تھے۔ اولیاء وقت آپ کی تعلیم کرتے تھے۔ بیکانیر میں ایک عارف رہتے تھے۔ وہ تو آپ کو بادشاہ وقت کہتے تھے۔ آپ کے خاندان میں طریقہ عالیہ۔ قادریہ و رفاعیہ و ہشتیہ تھے مگر آپ کو حضرت محبوب اعلیٰ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص فیضان اویسی حاصل ہوا اور کالات و فیوض قادریہ کے آپ مظہر اتم ہوئے۔ حضرت محبوب اعلیٰ کے نام پاک کا اس قدر آپ احترام فرماتے کہ کوئی ناواقف نادانگی جسے نام لینا اور آپ اتفاق سے چارپائی پر سوتے ہوئے بھی ہوتے فوراً زمین پر اتر پڑتے۔ حضرت کے کرامات بچپن سے ظاہر تھے۔ حضرت کو علم ظاہری پورا تھا۔ حافظ قرآن تھے۔ صاحب افتاد تھے۔ آپ کو گاہ جذب و گاہ ملوک رہا کرتا تھا۔ آپ فقر اختیار ہی رکھا کرتے تھے۔ قلندرانہ مشرب تھا۔ دنیاوی تعلقات سے نہایت بے لوث رہتے۔ اپنی زندگی میں کلی اوڑھ کر نہایت مبادگی سے رہا کرتے تھے۔ کوئی بھان نہیں سکتا تھا کہ آپ بزرگ ہیں۔ ایک روز آپ کل پہنچے ہوئے دیہاتی لوگوں کی طرح





## تذکرہ حضرت نایب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ اورنگ آباد کے رہنے والے اور کسی مدد اگر کے فرزند تھے۔ پہلے آپ اورنگ آباد سے  
 ہنگمہ تشریف لاکر سات اکڑ سا ایک شب و روز تہجد ہی مانتا آپ دروہہ پھرتی چٹان پر بیڑیاں دھوپ ہر بار  
 میں کیا ساز نہ پھرتے۔ ان دنوں چھوڑا گئے ایک برس میں زمیندار سبھی دینوں کو جو کچا بارغ ڈھوڑا رہے ہیں  
 سب شاہ صاحب کی ہر حالت میں دیکھ کر تیرتے رہے۔ اور وہ محنت و مہارت نام شاہ صاحب کو وہاں سے اٹھا  
 شہر لا کر اپنے مکان کو لا کر رہا رہا۔ ان کے خورد و نوش کا انتظام کیا۔ اس کے بعد شاہ صاحب  
 شہر لا کر رہے۔ کچھ گھر آکر غی الدین علی سوداگر کے دروازے میں فروکش ہوئے۔ کئی سال تک وہاں رہ کر اپنے  
 بازار میں چلوڑی کے قریب ایک تیلی کے مکان میں اقامت اختیار فرمائے۔ چند سال کے بعد  
 وہاں سے بھی آپ کا دل اُٹ گیا تو ہنگمہ کی طرح میں آکر سکونت اختیار کی۔ آپ کی حکومت کا مکان گڑھی  
 میں تحصیل لپہری کے متعلق بھی ایک چودہ سہ اور عبد الباقی شاہ صاحب کے چارہ کے نام سے مشہور ہے۔  
 ہر سال کے بعد احمد نیکو سے نکال کر درگاہ تشریف دلایا جاتا ہے۔ جس مقام پر اس وقت آپ کا فرات تشریف  
 لے جاتا ہے کہ ہوتا ہے اپنا نام اپنی پیشہ واریت میں آپ وہاں تشریف آکر بیٹھا کرتے تھے۔ آپ کی عادت تھی  
 کہ اگر کوئی شخص آپ کو بیٹھتا ہے تو آپ کو اپنے ہاتھ لے کر لے جاتے اور اسے امداد دے دیتے اور اس کی خدمت کرتے۔  
 آپ بہت کم ہنگمہ کرتے تھے۔ جب بھی انتہاء جو کی خوشی ہو تو وہ ایک لفظ کسی سے کہہ دیتے۔  
 نہ جو بہشت سے لیتے تھے۔ ایسے لوگ آتے۔ ہر پہننے کے لئے جوتے لادیتے مگر آپ کی عادت تھی کہ جب بھی  
 نیاز ہے آپ کے پاس لے دیتے آپ کو فوراً اٹھا کر لے جاتے۔ یہ چنانچہ حضرت کے پاس ہمیشہ جوتوں کا ایک انبار  
 لگا رہتا تھا۔ تھیں تھیں ہڈیوں آپ پاس پھر کر لے جاتے۔ مگر وہ کسی سے کچھ نہ بولتے۔ جب کبھی کسی کے حال پر  
 متوجہ ہوتے تو اس کو ایک جوتا اٹھا کر مار دیتے۔ جس شخص کو جو نہ لگتا وہ باعث برکت اور سبب فتوح سمجھتا  
 اور نہایت خوشی اور مسرت سے اپنے مکان لے جاتا۔ کہتے ہیں کہ جن لوگوں کو آپ کا جوتا لگ جاتا وہ اپنے مراد کو  
 جوتہ جاب پہنچ جاتے تھے۔ حضرت سید شاہ افضل بیابانی مہر جو کو ادائی نماز جمعہ کیلئے ہنگمہ تشریف  
 لائے تھے اور بعد نماز جمعہ گڑھی میں جا کر حضرت عبد الباقی شاہ صاحب سے ملاقات کرتے اور غنیمتوں دونوں

جس کو ہرگز گھٹا ہو کر تھی جکو دوسرے لوگ سنتے تھے مگر سمجھ سکتے تھے غرضی کے وقت حضرت علیؑ نے  
اکثر گایا کرتے تھے جن کا ہر لفظ صاف اور معنی سے ملتا تھا۔ حضرت کو کبھی کبھار شوق تھا عجمی کی  
چالوں میں آپ طریقہ ملک کے مالاجیل مسکوں کو حل کرنے اور آپ کے ساتھ کیسے والوں کی طریقہ  
وعدائیت پر چلنے کے لئے اس ترکیب سے یہ صراستہ بتاتے تھے۔

مشہور ہے کہ جس زمانہ میں پلٹن نمکندہ میں رہا کرتی تھی اس زمانہ میں پلٹن کا محل  
لیفٹ بارود خانہ اس مقام پر تھا جہاں ہر وقت تہتم کو تو والی کی کچہری ہے۔ پلٹن کے چلے جانے کے بعد  
بارود خانہ یہیں تھا۔ اس میں قدیم زمانہ کا پڑنا بارود اور ہزار ہا ٹوٹے رکھے تھے۔ مولوی محمد عتیق صاحب  
مرحوم تعلقہ دار خلع کے نام اس کا کوئی انتظام کرنے کے لئے سرکار سے حکم صادر ہوا۔ تعلقہ دار صاحب اس  
دیکھنے کے لئے بارود خانہ کو آ رہے تھے۔ آتے وقت حضرت کی قیام گاہ پر سے انکا گذر ہوا۔ حضرت نے  
انہیں دیکھ کر فرمایا کہ کیوں مرنے کیو اسطے جا رہا ہے۔ تعلقہ دار صاحب نے اسکا کچھ خیال نہ کیا اور بارود  
کو آئے۔ ہادی علی صاحب تہتم کو تو والی و نیز دو چار چہلری۔ محاسب کو تو والی و جمدار وغیرہ ان کے ہمراہ  
تھے۔ یہ سب کے سب بارود خانہ میں تھے اور ہر ایک پھیر کو دیکھنے لگے۔ اس وقت وہاں جیل خانہ کے  
قیدی پرانی بارود کے ڈھیلوں کو سیلوں سے توڑ رہے تھے کہ ایک بیل کسی لنگر سے ٹکرایا اس سے  
آگ پیدا ہوئی اور بارود خانہ اڑ گیا۔ جمدار آدمی اس میں موجود تھے مع تعلقہ دار صاحب ہلاک ہوئے۔  
قیدیوں اور چہلریوں وغیرہ کی توبہ حالت ہوئی تھی کہ انکی نعشیں پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ تعلقہ دار صاحب  
اور تہتم صاحب کو تو والی میں دم باقی تھا۔ چار پانچ روز کے بعد ان دونوں کا بھی انتقال ہو گیا۔  
غرض کہ حضرت کو میں جیسا بہت سی لوگ آپ کو معتقد تھے اور اب بھی حضرت کا مزار پراوار  
عام زیارت گاہ اہل عقیدت ہے۔

تذکرہ حضرت قاسم شہید رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے بھائیوں کا

مشہور ہے کہ حضرت قاسم شہید رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار مبارک ایک چوڑی کھیتی کی زمین

قلعہ کے صدر دروازہ کے باہر واقع ہے۔ بڑے عالم فاضل اور حافظ قرآن تھے۔ آپ اور آپ کے تین بھائی یعنی حضرت روشن شہید رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار بونڈکی جی کے کتبہ میں ایک چھوٹی مٹی مسجد کے بازو میں ہے۔ حضرت شاہ نہ شہید رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار موضع عرس کے باہر جانب شرق کوئی پاؤ میل پر ہے اور حضرت جان پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار جانب شرق مٹی کی فصیل قلعہ کے باہر ہے۔ سلطان احمد شاہ پہنی کی فوج میں ملازم تھے۔ جس وقت سلطان خان اعظم عبداللطیف کو سر لشکر فوج کر کے فوج کشی و رنگل فتح کرنے کے لئے روانہ کیا تو یہ چاروں بھائی بھی جواؤں فوج میں شامل تھے و رنگل آئے۔ مسلمانوں کی فوج کی کثرت دیکھ کر راجہ گھبرا ایا اور قلعہ بند ہو گیا۔ اسلئے اسلامی فوج ایک مدت تک قلعہ کا محاصرہ کی ہوئی پڑی تھی۔ اس اثنا میں کہتے ہیں کہ ایک شب دروازہ بارش ہوئی اور تیز و تند ہوا چلنے لگی۔ کل اسلامی فوج خیموں میں تھی۔ ہوا کی شدت سے خیموں میں جتنے چراغ تھے سب کے سب گل ہو گئے۔ مگر وہ ایک چراغ اوس خیمہ میں جس میں یہ چاروں بھائی رہتے تھے و کھٹکے جل رہا تھا۔ اور یہ چاروں بھائی تلاوت قرآن مجید میں اوس وقت معروف تھے۔ افسر فوج اس حالت کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور علی القباہ ان چاروں بھائیوں کو بڑی تعظیم و تکریم سے بلا کر ہتھیار کیا کہ قلعہ کب فتح ہو گا۔ اوس وقت آپ نے فرمایا کہ ہمارے سروں کے ساتھ قلعہ کا فتح ہونا مقدر میں لکھا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ قلعہ کے سپاہی محاصرہ سے تنگ آکر اسلامی فوج پر حملہ آور ہوئے۔ طوفان میں ایک جنگ عظیم ہوئی۔ تین بھائی یکے بعد دیگرے شہید ہو چکے۔ چوتھے بھائی حضرت قاسم شہید نے جب شہادت نوش فرمایا تو فوج اسلام کا تسلط قلعہ پر ہو گیا۔

### تذکرہ حضرت ہیرا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی صاحب کرامات گذرے ہیں۔ بارہویں صدی ہجری میں بزبانہ دیوانی مہاراجہ چند لال بہادر آپ ہندوستان سے وارد وکن ہوئے اور بیکٹڈہ میں آکر عرصہ تک ایک فصیح عالم جا رہا رہا۔ مہاراجہ کو آپ سے خاص عقیدت تھی۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے لئے یومیہ مقرر فرمایا تھا جو

اب تک جاری ہے۔ آپکارا پڑا نوایہ بخیر۔ کہ قبرستان میں سپرد ہوا ایک تسمہ زائیدہ رکھنا بدو  
 ہے اور جو میرا شاہ میان کا نگینہ بالما ہے۔  
 ہنگند میں اور بھی بہت۔ میرنگ گداز۔ یہ یار بن کے تھیلی پٹا اور مار پٹا۔  
 جن جن کے خدات تاپتہ چلا۔ یہ وہ درخت ذیل کر دیا جاتا ہے۔  
 حضرت پیر کوٹ و حضرت پیر مہری رحمۃ اللہ علیہ کے زرتا لابیہ میں ہیں۔  
 حضرت میددان اور حضرت پیر خٹک کے زرار گوہرینان ٹھوڑا ہیں۔  
 حضرت پیر مصلی صاحب کا زرار عید گاہ و رنگل کے عقب میں کچھ فاصلہ پر ہے۔  
 حضرت پیر خٹک کا زرار خاں صاحب بن بس ہے۔  
 حضرت پیر گرداٹ گما زرار میں کے باہر زرخشاں پتھر کے استہ میں ہے۔  
 حضرت عابد شاہ کا زرار چھوٹی سی پوٹری پر متصل امین پکڑی ہنگند میں ہے۔  
 حضرت سیدہ امینہ زرار اصل مکان اسرار خٹک کے باہر وارتکا زرار میں ہے۔  
 حضرت شاہ کن علم خیل زرار حضرت سید شاہ افضل بابائی کا زرار خٹک کے زرار وارتکا ہے۔



فیضا۔ بلاغہما نولف کتاب ال سرودہ سہیہ۔





**مرقع دکن یعنی  
تاریخ دکن یا تصویر**

یہ ایک نہایت جامع و بہتر تاریخ ملک دکن کی ہے جو با تصویب علیحدہ سے ہے۔  
اس میں ملک دکن کے ہندو قدیم کی ہندو سلطنتوں سے لیکر سلاطین قلیشاہیہ و افغان  
حکومت تک کا مختصر بیان۔ اور سلاطین آصفیہ نظامیہ و احمدیہ سلطنتوں کا فصل

حال ادرج ہیں۔ وزیر مشہور مجلس الشان شاہان اسلام آباد کے تصاویر کے علاوہ سب موقوفہ سلطنت ہے  
قدیم و جدید کے نقوشات بھی لکھائے گئے ہیں۔ اور حال ہی میں اس کتاب کے نالینڈ کے مکتبہ میں  
مؤلف صاحب کو سرکار عالی سے انعام بھی عطا ہوا ہے مطبوعہ مطبعہ منیہ لکھنؤ۔ قیمت ایک روپے  
اس کتاب میں شہرہ بدیع سابق دارالخلافہ سلاطین بہمنیہ و بدیشاہیہ  
کے تاریخی واقعات کے علاوہ جزائے دین کے حالات بھی درج  
ہیں اور تقریباً کل سلاطین بہمنیہ کے تصاویر کے علاوہ قدیم اور جدید آثار  
کے نقوشات۔ قدیم کتاب۔ نقول ہواہیر و فرید سلاطین۔ نقوش قدیم سنگ جواہر وغیرہ شریک کتاب  
کئے گئے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے۔

**یادگار سلطانی فتح  
آئینہ بسیدہ**

جس میں اقسام کے ختمہ ہاں حسابی کر۔ اوزان و پیمانے۔ کرایہ ریل  
کے تحتہ ضروری ہوتا ہے اور بہت سے کارآمد و مفید مضبوط قواعد و قواعد  
جن کے معلوم کرنے کی ہر شخص کو ضرورت ہوگی جو خلاصہ درج کئے گئے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے۔

**گنجینہ معلوما**

اس کتاب میں کہ الیف بالالف تفصیل سے لکھی ہیں اور کچھ لطیف یہ بھی کہیں طلبہ بھی  
بلازحمت سمجھ سکتے ہیں اپنی اسید و جدی اسکی ہزار کامیاں طلبہ شوق سے  
خریدی ہیں۔ اور حسب سبب ہندی جدید معنی نقشہ ملک سرکار عالی و بعض تصاویر وغیرہ طبع ہوا۔ قیمت تین آنے۔

**مختصر جغرافیہ دکن**

اردو کا نیا قاعدہ۔ کس بچوں میں عبارت جلدی و سہولیت پڑھنے کا مادہ پیدا کر کے دینی طرز و  
وضع کا قاعدہ تصنیف کیا گیا ہے جس کی تعلیم سے متبعین کو پہلے سبق ہی سے پڑھنے اور لکھنے کی مشق  
ساتھ ساتھ ہوتی ہے جو مقبول عام ہو چکا ہے اور اسکی ہزار کامیاں اب تک فروخت ہو چکی ہیں قیمت دیکھو  
المشتر۔ محمد عبد العظیم مالک مطبعہ آصفیہ گلبرگہ (دکن)۔

**المشتر**

